TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_224209
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No.

Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

مقالہ نما

مدیر و مرتب۔ باقر علی ترمذی

معاونین۔ عالی جعفری ، عصمت جاوید

امریکہ کے سہ ماہی رسالہ "مڈل ایسٹ" میں مشرق وسطیٰ کے متعلق اجتماعی، اقتصادی، ورملکی مسائل پر بہت پر مغز مقالات شائع ہوتے ہیں، مشرق وسطیٰ کے متعلق تمام دستاویزوں کا جمع کرنا اوران ممالک تمام اہم واقعات کا تاریخ وار اندراج اس رسالہ کی اہم خصوصیات میں سے ہے، اس مجلہ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس کے آخر میں ایک ضمیمہ بنام "بیلوگرافی آف پری اوڈیکل لٹریچر آن دی نیر اینڈ دی مڈل ایسٹ" ملحق ہوتا ہے اور اس ضمیمہ میں مشرق وسطیٰ کے متعلق جتنے مقالات انگریزی، فرانسیسی، اطالوی جرمنی، روسی، عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کے معیاری رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں، ان کی توضیحی فہرست پیش کی جاتی ہے، اس اہتم بالشان کارنامہ کو دیکھ کر ہمیں یہ خیال ہوتا تھا کہ اگر اردو رسالوں کے مقالات کی فہرست اسی نہج پر تیار کی جائے تو بہت مفید ثابت ہوگی لیکن تن تنہا اس کام کو انجام دینے کی ہمت نہ ہوتی اور یہ کام ویسا ہی پڑا رہتا، اگر محترمی پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ڈار ہماری حوصلہ افزائی نہ فرماتے، چنانچہ محترم دوست ڈاکٹر ظہیر الدین صاحب مدنی نے جب ہم سے اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی کی طرف سے شائع ہونے والے "نوائے ادب" کے لیے مضمون لکھنے کا تقاضا کیا تو ہم نے خیال کیا کہ بجائے مضمون لکھنے کے اگر مقالات کی توضیحی فہرست ہی مرتب کردی جائے تو اس بہانہ سے ہمیں اردو ادب میں ایک نئی چیز کے پیش کرنے کا موقع مل جائے گا، امید ہے کہ اردو داں حضرات اس بدعت حسنہ کو پسند فرمائیں گے۔ اس فہرست کے مرتب کرنے میں جو متعدد خامیاں رہ گئی ہیں۔ ہمیں ان کا پورا احساس ہے لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ اہل علم ان سے درگذر کریں گے، اگر حالات نے مساعدت کی تو آئندہ ہم ان خامیوں اور کوتاہیوں کا بہت حد تک تدارک کر سکیں گے۔

مذہبیات

۱۔ اداریہ۔ اصلی اسلامی زندگی اور اس کا مثالی نمونہ (الفرقان ۶۹ ربیع الاول ۷۔۱۹)

(۱) صحابۂ کرام کی پوری جماعت میں جو خصوصیات بلا استثنا پائی جاتی ہیں وہ یہ ہیں :۔ ان کا ایمان حقیقی اور شعوری، دین کا ضروری علم، خدا کا خوف، روز آخرت کی فکر یا سچی اسلامی اخوت اور باہمی محبت، اور دین کی خدمت کا جذبہ، صحابہ کرام کی زندگیوں میں ان واقعات کا بیان جو مذکورہ بالا صفات کو اجاگر کرتے ہیں۔

۲۔ اداریہ۔ جہاد کا حکم (نقاد مارچ ۳۵۔۳۶)

جہاد ہر مسلمان پر اس وقت فرض ہے جب

مسلمانوں کو اختلاف عقیدہ کی بنا پر خانماں برباد کیا جائے۔ جب ظالم حملہ آوران کے خلاف جارحانہ اقدام کرے۔ جب انھیں گھر سے بے گھر کر دے املاک سے محروم کر دے۔ اور یہ سب کچھ عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے ہو۔

۳۔ اسحاقی۔ محمد علی رحمانی سہارنپوری۔ قرآن حکیم کے لفظی و معنوی حقوق (برہان، ۵ جنوری ۲۶-۴۰)

(۱) تلاوت، فہم، اور عمل قرآن حکیم کے حقوق میں شامل ہیں۔ قرآن صرف لفظوں کا یا صرف معانی کا نام نہیں، بلکہ کلام الٰہی کے لفظ و معنی دونوں کا نام قرآن ہے۔ الفاظ میں معنی پوشیدہ ہوتے ہیں اور معنی و مطالب کے فہم پر عمل موقوف ہوتا ہے۔ قرآن کو خوش الحانی خشوع و خضوع کے ساتھ تلاوت کرنے کے فضائل، مطالب قرآن پر غور و فکر کرنے کی دعوت اور قرآن کو سمجھنے کے لیے جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے ان کا تذکرہ۔

۴۔ اسحاقی۔ سید محمد علی رحمانی سہارنپوری۔ قرآن حکیم کے لفظی و معنوی حقوق (برہان، ۵ فروری ۸۱-۸۸)

(۲) قرآن کریم کا جمع و ترتیب، تلاوت و قراءت ذکر و بیان فہم و تفہیم سب منجانب اللہ ہیں۔ آیات قرآنی کا حسن تناسب اور ان کے تکرار و اعادہ پر مختصر نوٹ لکھا ہے۔ علاوہ اس کے تفسیر القرآن بالقرآن کے افضل و بہتر ہونے پر بحث کی ہے۔

۵۔ رشید رضا۔ قرآن کا سیاسی نظام (نئی زندگی ۵ فروری ۶۹، ۱۷-۲۰)

اسلام کی قرار داد یہ ہے کہ حکومت کی باگ ڈور عوام کا اپنا حق ہے۔ حکومت کا انتظام شورائی شکل میں ہونا چاہیئے۔ اسلامی قانون سازی کے بنیادی اصول قرآن، حدیث، اجماع اور اجتہاد ہیں۔ آخر میں قرآنی حکومت کے مقصد اقصی پر بحث کی ہے۔

۶۔ قادری۔ سید احمد۔ مکتوبات خواجہ محمد معصوم (الفرقان ۶۹ ربیع الاول ۳۱-۳۸)

خواجہ معصوم کے مکتوبات کا مختصر تعارف اور ایک خط کا خلاصہ۔ اس خلاصہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بحث کی ہے۔

۷۔ قادری۔ سید احمد۔ جہاد اکبر (الفرقان ۶۹ جمادی اول ۱۷-۲۲)

حضرت مجدد الف ثانی کا ایک خط جو شیخ فرید کے نام لکھا گیا تھا اور حضرت خواجہ معصوم کا ایک خط جو اورنگ زیب عالمگیر کو لکھا گیا تھا۔ ان دونوں خطوں کو یہاں نقل کیا ہے۔ اور ان دونوں کی مختصر شرح لکھی ہے۔

۸۔ گیلانی۔ مناظر احسن۔ تدوین حدیث (برہان، ۵ فروری ۶۹-۸۰)

(۴) دین کے بنیادی و غیر بنیادی حصوں میں مطالعہ اور گرفت کی قوت و ضعف کے لحاظ سے مدارج و مراتب کے جس فرق کو رسول مقبول صلعم پیدا کرنا چاہتے تھے اس کی ایک یہ تدبیر اختیار کی گئی کہ بنیادی حصہ کی تو عام اشاعت کا انتظام کیا گیا اور اس کے مقابلہ میں غیر بنیادی چیزوں کے متعلق اس کی کوشش کی جاتی تھی کہ ان میں عمومیت کا رنگ نہ پیدا ہو، جو ان کو بنیادی عناصر و اجزا کے ساتھ مشتبہ کر دے نیز مشہور حدیث "جس نے قرآن کے سوا میری کوئی بات لکھی تو اسے چاہیئے کہ اس کو مٹا دے" پر بحث کی ہے۔

۹۔ ندوی۔ محمد رابع۔ کا طوق: دعوت و اصلاح (الفرقان ۶۹ ربیع ثانی ۲۴-۳۰) (۴) اس قسط میں [illegible] کی جاں نثاری کے چند واقعات بیان کئے ہیں اور بتایا ہے کہ کس طرح رسول اکرم ـــــ کے

طریق دعوت نے مختلف قبائل کو شیر وشکر کر دیا۔ تمام افراد میں ذمہ داری کا احساس پیدا کر دیا اور ہر فرد دوسرے فرد کا معین و مددگار بن گیا۔

۱۰۔ نظامی ۔ خلیق احمد۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی اور ہندوستان (برہان۔ ۵۰ جنوری ۹۔ ۲۷)

اس مضمون کا مقصد یہ تحقیق کرنا ہے کہ شیخ اکبر کی تصانیف ہندوستان میں کب ۔ اور کس طرح پہونچیں؟ یہاں ان پر کتنے حاشیے اور شرحیں لکھی گئیں؟ شیخ کے نظریۂ فکر سے کون کون لوگ متاثر ہوئے! پھر شیخ اکبر کے ان نظریات کے خلاف کس کس نے احتجاج کیا؟ شیخ صدر الدین عارف رح کے ذریعہ شیخ اکبر کا نام اور نظریات ہندوستان میں ۷۰۰ھ کے پہلے پہونچ چکے تھے۔ حضرت میر سید علی ہمدانی کشمیری پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے خصوص کی شرح ہندوستان میں لکھی حضرت مجدد الف ثانی رح پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے شیخ کے نظریات سے ہندستان میں اختلاف کیا۔

جغرافیہ

(عمومی جغرافیہ، سیاحت، تاریخ طبیعی، ارضیات)

۱۱۔ اثر رامپوری۔ عراق میں چند روز (آج کل ۵۰ مارچ ۵۰۔ ۵۲) بغداد اور اس کے قرب وجوار کے چند مقامات مقدسہ اور چند کھنڈرات کا مختصر ذکر۔ علاوہ اس کے مضمون نگار نے عراق کے عام لوگوں کے معاشی حالات اور آداب و اطوار کا بھی ذکر کیا ہے

۱۲۔ ادا ریہ۔ موز حجاز کے بعض تجربات (الفرقان ۲۹ ربیع ثانی ۴۳ ۔ ۵۱) دورانِ حج میں مضمون نگار نے مکۂ معظمہ میں بعض بد عنوانیاں دیکھیں ان کا ذکر اس مضمون میں کیا ہے ۔ علاوہ بعض وارنگول کی پر درد داستانیں بھی نقل کی ہیں۔

۱۳۔ اشرف ۔ آغا محمد: انیسویں صدی میں ایران کا سفر (ماہِ نو ۵۰ مارچ ۲۹-۳۲)

اردو کے مشہور ادیب و ماہر لسانیات محمد حسین آزاد ۱۸۸۵ء میں ایران روانہ ہوئے اور تقریبًا چار پانچ ماہ قیام کیا۔ سفر ایران کا مقصد اولیں موجودہ فارسی زبان کا لسانیاتی مطالعہ تھا چنانچہ آزاد نے اپنے آپ کو اسی کام میں ہمہ تن مصروف رکھا۔ سفر سے واپس آنے کے بعد ایران کے متعلق اپنے تاثرات کو قلم بند کیا۔ اسی سفرنامہ کا مختصر خلاصہ اس مضمون میں دیا ہے۔ قند پارسی اور سخندانِ فارس کا مواد اسی سفر ایران سے مہیا ہوا تھا۔

۱۴۔ اشفاق علی خاں۔ مسعودی (ہمایوں ۵۰ جنوری ۱۱۹۔ ۱۲۱)

مسعودی نے التنبیہ میں دوسرے مذاہب کے متعلق جس بے تعصبی اور رواداری کا ثبوت دیا ہے وہ قابل تقلید ہے۔ مسعودی ملکی باشندوں کے سماجی حالات پر زیادہ روشنی ڈالتا ہے۔

۱۵۔ شفیع ۔ محمد۔ ابن حوقل (ہمایوں ۵۰ جنوری ۱۱۳۔ ۱۱۵)

ابن حوقل کے مختصر حالات اور اس کی مشہور کتاب صورۃ الارض کا تعارف ابن حوقل کے بعض دلچسپ بیانات جو اسنے بعض ملکوں کے لیے کیے ہیں ان کو نقل کیا ہے۔ ابن حوقل کے فاطمی ہونے کی بحث کی طرف صرف اشارہ کیا ہے۔ روسی مستشرق کو ابن حوقل کا فاطمی ہونا تسلیم نہیں۔

۱۶۔ عابد ۔ عابد علی۔ اصطخری (ہمایوں ۵۰ جنوری ۱۱۶۔ ۱۱۸)

اصطخری کے مختصر حالات اور اس کی کتاب مسالک الممالک کا تعارف اصطخری نے نواح بغداد کے بیانات نقل کرنے

میں خاص دلچسپی لی ہے۔

۱۷۔ فریدی۔ نور احمد خاں۔ دیارِ حبیب کی ایک جھلک (نقاد۔ ۵۰ مارچ ۶۲۔۶۵)

ادائے فریضۂ حج کے بعد مضمون نگار نے زیارت اقدس کا شرف حاصل کیا۔ روضۂ اطہر کے دیدار نے جن تاثرات کو پیدا کیا ان کا تذکرہ اور حرم نبوی میں جو التجا کی تھی اس کو نقل کیا ہے۔

۱۸۔ ندوی۔ مسعود عالم۔ دیارِ عرب میں (چراغ راہ ۵۰ مارچ ۳۲۔۳۹)

سعودی حکومت کے پایۂ تخت ریاض میں مضمون نگار چند دنوں فروکش ہوئے۔ اور وہاں کے علماء سے ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں کے تذکرہ کے علاوہ ریاض کے عام حالات اور درباری زندگی کا ذکر بھی عمدہ پیرائے میں کیا ہے۔

تاریخ و سیاست

(دورِ قدیم، دورِ وسطیٰ، دورِ جدید)

۱۹۔ آزاد۔ اسرار احمد۔ آئین ساز اسمبلی (آج کل ۵۰ فروری ۴۴۔۴۷)

ان سیاسی حالات و واقعات کا ذکر جنھوں نے آئین ساز اسمبلی کو جنم دیا۔

۲۰۔ آصف علی۔ ہندوستان کا آئین میری نظر میں (آج کل ۵۰ فروری ۳۔۴)

اس آئین کا بہترین پہلو یہ ہے کہ ہر بالغ کو رائے دہندگی کا حق حاصل ہے۔

۲۱۔ ادارہ۔ صوبے (نئی زندگی۔ ۵ جنوری ۴۹ء ۵)

بنیادی مطالبات اور فطری تقاضوں کو انتظامی سہولتوں کی خاطر نہیں دبانا چاہیئے۔ ہائی کمان کو پوری سنجیدگی سے ایسے مسائل پر قطعی فیصلہ پیش کرنا چاہیئے۔

۲۲۔ ادارہ۔ ۱۹۴۹ء پر ایک طائرانہ نظر (نئی زندگی ۵۰ جنوری ۱۱۔۱۲)

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کو نوآبادیہ کا درجہ ملا اور ۱۹۴۹ء میں اس دستور کی تکمیل ہوئی جس نے ہندوستان کو خود مختار حکومت بنا دیا۔ چنانچہ ہندوستان اپنے حریفوں کو پیچھے چھوڑتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے اور اپنے سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی مسائل کو کامیابی سے حل کر رہا ہے۔

۲۳۔ ادارہ۔ دنیا کے دستور (نئی زندگی ۵۰ جنوری ۱۳۔۲۰)

انگلستان، آئرستان، کناڈا، جنوبی افریقہ، نیوزی لینڈ، ترکی، آسٹریلیا اور فرانس کا رقبہ اور آبادی گنانے کے بعد ان کے دستوروں کو فرداً فرداً اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے۔

۲۴۔ ادارہ۔ ہندوستان کی سیاست کی نئی منزل (نئی زندگی ۵۰ جنوری ۸۔۱۲)

۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء سے ہندوستان کی تاریخ کا نیا باب شروع ہوتا ہے۔ اس کے مصنف تم اور آپ ہیں۔ یہ فیصلہ کیجئے کہ یہ تحریر کس رنگ اور انداز سے لکھی جائے گی۔

۲۵۔ اشرف۔ بھوپالی۔ آزاد انڈونیشیا (آج کل ۵۰ فروری ۴۸۔۵۰)

انڈونیشیا کے جغرافیائی حالات و سیاسی جد و جہد تا معاہدہ ہیگ کا ذکر اور ان خدمات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جو ہندوستان نے انڈونیشیا کی جنگ آزادی کے سلسلہ میں انجام دی ہیں۔

۲۶۔ اوم پرکاش وشنو۔ جاپان کا نیا آئین (نئی زندگی ۵۰ فروری ۲۶۔۲۸)

جاپان کا نیا آئین مختلف پہلوؤں سے جمہوری آئین ہے۔ شہنشاہ باقی ضرور ہے لیکن عوام کی یکجہتی کی نشانی کے طور پر وہ آمر نہیں رہا

سرداری عوام کے ہاتھ میں آگئی۔ اس آئین میں ۱۳۔ باب اور ۳۳۵ دفعیں ہیں۔ اس آئین کے تحت جاپان نے جمہوریت کی راہ پر پہلا قدم رکھا ہے۔ لیکن اس جمہوریت کے پنپنے کے لیے غیر ملکی حکومت کا اٹھ جانا ضروری ہے۔

۲۷۔ باری۔ تاریخ کیا ہے؟ (ادب لطیف ۵۰۔ فروری ۲-۴)

تاریخ وقائع نگاری نہیں بلکہ نکتہ چینی ہے۔ اور چونکہ یہ عمرانیات کی ایک شاخ ہے اس لیے یہ انسانی معاشرہ اور اس کے تہذیب وتمدن سے اجتماعی طور پر بحث کرتی اور زندگی کی صحیح قدروں کو اجاگر کرتی ہے۔

۲۸۔ بقائی۔ عزیز حسن۔ ہندستان میں مسلمانوں کی آمد (پیشوا ۵۰۔ مارچ ۵۹-۶۳)

فاتح سندھ محمد بن قاسم کا ذکر، دسندھ اور برہمن آباد، ملتان، بیلمان وغیرہ کی تسخیر کا بیان اور محمد بن قاسم کے اصول حکمرانی پر مختصر نوٹ۔

۲۹۔ جیلانی۔ مارکسیت کا نشو وارتقاء ــــ منشور اشتمالی (چراغ راہ ۵۰۔ جنوری ۱-۱۷)

منشور کی شقوں کو لے کر ان پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور مارکسزم کے نشو و ارتقاء پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

۳۰۔ حسینی۔ مہدی عباس۔ ہندوستان کا نیا دستور۔ تنقید و موازنہ (آج کل ۵۰۔ فروری ۱۴-۲۰)

ہندوستان کا نیا دستور انگریزی تعلیم اور ہندستانی دماغ کی آمیزش کا خوش گوار نتیجہ ہے۔ اس میں اچھے دستور کے تین صفات یعنی توضیح، جامعیت اور لوچ ہیں۔ آئین کے دوسرے اہم پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳۱۔ حفظ الرحمٰن۔ ہندستان کا آئین میری نظر میں

(آج کل ۵۰۔ فروری ۴۰-)

بحیثیت مجموعی یہ دستور ہندستان کے مستقبل کے لیے بہت اچھا ہے بشرطیکہ اس پر صحیح طریقہ سے عمل کیا جائے۔

۳۲۔ خالد۔ نذر احمد۔ انڈونیشیا (چراغ راہ ۵۰۔ جنوری ۱۷-۲۵)

مملکت انڈونیشیا کئی ہزار چھوٹے بڑے جزیروں پر مشتمل ہے۔ اس مضمون میں انڈونیشیا کا تمدنی معاشی، سیاسی اور تہذیبی جائزہ لیا گیا ہے۔ بالخصوص اسلام مختلف جزیروں میں کیسے پھیلا اور اسلامی ریاستیں کیسے قائم ہوئیں ان چیزوں کا مختصر تذکرہ نیز اس ملک کو آزادی حاصل کرنے میں جن مراحل سے گزرنا پڑا ہے ان کا بیان اور مسلمانوں کی موجودہ پارٹیوں کا ذکر کیا ہے۔

۳۳۔ خواجہ۔ احمد فاروقی۔ جنگ آزادی میں اردو کا حصہ (نگار ۵۰۔ فروری ۲۸-۳۳)

ابتداً آزادی کا تصور روحانی و اخلاقی تھا، اس تصور کے علمبردار نہ صرف ولی، سراج، آبرو، مظہر جانجاناں، میر، میردرد اور مصحفی تھے بلکہ دور حاضر میں جگر بھی ہیں۔ مضمون ہذا میں سیاسی آزادی کی جدوجہد میں عملی یا زبانی حصہ لینے والے ان ادیبوں کا بھی ذکر ہے۔ شاہ ولی اللہؒ، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، سید احمد بریلوی اسمٰعیل شہید سرسید، مومن، امام بخش صہبائی فضل حق خیرآبادی، مفتی صدرالدین آزردہ مصطفیٰ خاں شیفتہ، اور منیر شکوہ آبادی۔

۳۴۔ راگنسکی۔ ایم سوویت یونین میں حکومت و ریاست کے اعلیٰ ترین ادارے (معاشیات ۵۰۔ مارچ ۳۱-۳۵)

سوویت کی مجلس اعلیٰ کے دو ایوان ہوتے

ہیں (۱) وفاقی سوویت (۲) قومی سوویت مجلس صدوران سب سے علی ہوتی ہے۔ ان سب مجلسوں کے فرائض اور ان کے انتخابات کے متعلق اس مضمون میں بحث کی ہے۔

۳۵۔ سلطان احمد۔ ہندوستان کا آئین میری نظر میں آج کل۔ ۵ فروری ۴۹-۵)

اس دستور میں بنیادی حقوق کی شکل میں گارنٹیاں دے کر اقلیتوں کی خوددارانہ اور محفوظ حیثیت کا انتظام کیا گیا ہے۔

۳۶۔ سید محمود۔ ڈاکٹر۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد (ایشیا۔ ۵ فروری ۱۹-۲۵)

ابتدائے مضمون میں یہ بتایا ہے کہ مسلمان فاتحین کا سلوک اپنی رعایا سے دوسرے فاتحین کے مقابلہ میں ہزاروں درجہ بہتر رہا ہے۔ اس کا ثبوت محمد بن قاسم کے ان احکامات سے بہم پہنچایا ہے جو اس نے فتح سندھ کے بعد نافذ کیے تھے۔ مضمون کے نصف آخر میں ہندوستان سے مسلمانوں کا جو تہذیبی ربط تھا اس کی تشریح کی ہے۔

(مترجم امیر محمد خاں)

۳۷۔ شاستری۔ اونکارناتھ۔ یہودی قومی تحریک (نیا ہند۔ ۵ مارچ ۲۴۱-۲۵۲)

یہودی قومی تحریک کو سامراجی طاقتوں نے پالا پوسا۔ اور انھیں کے بل بوتے پر حکومت اسرائیل قائم ہوگئی۔ اس تحریک اور اس حکومت کے قیام سے جو خرابیاں پیدا ہوئیں ان کا تذکرہ اس مضمون میں کیا ہے علاوہ اس کے اس چیز کے ناقابل تردید ثبوت بہم پہنچائے ہیں کہ ممالک عرب کی اقتصادی تباہی کا باعث یہودی قومی تحریک اور قیام حکومت اسرائیل ہیں۔ اسی ... حکومت کے قیام نے مشرق وسطیٰ میں سامراجی جڑیں مضبوط کر دیں۔

۳۸۔ شہانی راجی۔ ہندوستان میں کمیونزم کا گزر نہیں (نئی زندگی۔ ۵ جنوری ۳۹-۴۱)

لوگوں میں خود اعتمادی کا شعور پیدا ہو رہا ہے۔ ہندوستان کے مسائل سے بحث بھی کرتے ہیں کسی کی رائے کا سہارا نہیں لیتے۔ اختلاف رائے کو گوارا کر لیتے ہیں۔ وہ کسی قسم کی ڈکٹیٹر شپ قبول کرنے کو تیار نہیں۔ اس لیے ہندوستان میں کمیونزم کا کوئی مستقبل نہیں۔

۳۹۔ عثمانی۔ شبیر احمد۔ پاکستان اور اسلامی آئین۔ (ہمایوں۔ ۵ جنوری ۱۴-۱۶)

اسلامی سلطنت کا بلند ترین منتہائے خیال یہ ہے کہ سلطنت کی بنا جغرافیائی، نسلی، لونی، حرفتی اور طبقاتی قیود سے بالاتر ہو کر انسانیت اور ان اعلیٰ اصولوں پر ہو جن کی ترویج کے لیے وہ قائم کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مولانا صاحب نے اسلامی آئین کا نہایت مختصر خاکہ پیش کیا ہے۔

۴۰۔ غازی عرفان۔ اسٹالن اور ٹیٹو (چراغ راہ ۵ مارچ ۱۶-۲۰)

اسٹالن اور ٹیٹو کے اختلافات ۱۹۴۸ء سے شروع ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں یوگوسلاف کمیونسٹ کو قائم کرنے اور جنگ کے اختتام کے بعد اسے ترقی دینے کے بعد ٹیٹو نے محسوس کیا کہ اس کے ملک کو خود اسی نے آزاد کرایا ہے اس لیے اس کی حیثیت دوسرے کمیونسٹ ملکوں سے مختلف ہے۔ اس کے علاوہ ٹریسٹ کے صوبہ کے مسئلہ پر اسے روس سے سخت اختلاف ہوگیا اور اس نے دیکھا کہ روس بھی امریکہ و برطانیہ کی صف میں ہے۔ اس لئے اس سے الگ رہ کر وہ اپنے ملک کو مارکس کے اصولوں پر چلانا چاہتا ہے اس کے اختلافات اصولی ہیں۔

۴۱۔ فرقت — غلام احمد۔ انڈین یونین کی اقلیتیں (آجکل
۵۰ فروری ۲۱ - ۲۸)

مقالہ ہذا میں کانگریس کی غیر فرقہ دارانہ سرگرمیوں اور برطانیہ کی "نفاق ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی کا جائزہ لیا گیا ہے اور اعداد و شمار کے ذریعہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ انڈین یونین میں مسلمان عیسائی اینگلو انڈین اور پارسی ذمہ دار اور اہم عہدوں پر فائز ہیں۔

۴۲۔ فریدی۔ نور احمد خاں۔ نور الدین کا خواب (عالمگیر
۵۰۔ مارچ ۲۲ - ۲۵)

صلیبی جنگوں کے دوران میں زنگیوں نے روضۂ طیبہ سے جسد اطہر نکالنے کی خاطر دو جاسوس روانہ کیے تھے۔ اور اس مقصد کے لیے انھوں نے ایک سرنگ تیار کرلی۔ لیکن سلطان نور الدین کو حیات النبی کی طرف سے خواب میں اشارہ ہوا۔ اور نور الدین نے طیبہ پہنچ کر ان دونوں جاسوسوں کو قید کرلیا۔ (یہ قصہ بہت مشہور ہے۔ کاش مضمون نگار کسی تاریخ کا حوالہ دیتے۔)

۴۳۔ کلیم سہسرامی۔ دستور ساز اسمبلی کی خواتین ممبر
(نئی زندگی۔ ۵۰ جنوری ۳۸ و ۴۱)

آجکل گیارہ خواتین ہندستان دستور ساز اسمبلی کی ممبر ہیں۔ یہ سب ایک نمائندہ گروپ ہیں جن کا تعلق مختلف شعبۂ زندگی سے ہے۔ ہر خاتون کی تعلیم، کارگذاری اور ان کی زندگی سے متعلق معلومات درج ہیں (مترجمہ)

۴۴۔ کھتری ایس۔ پی۔ ہندستان میں حق رائے دہندگی کی سرگذشت (نئی زندگی۔ ۵۰ فروری ۲۴ - ۲۵ و ۴۲)

یہ کہانی ہندستان کی سیاست میں ترقی کے ساتھ آہستہ آہستہ شروع ہوئی۔ اس کہانی کو بہتوں نے روکا اور کچھ لوگوں نے اپنی جد و جہد سے جاری رکھا۔ آج اس جد و جہد کا نتیجہ قومی حق رائے دہندگی کی شکل میں ظاہر ہو چکا ہے۔

۴۵۔ گیلانی مناظر احسن۔ انسانی تاریخ کی ایک مثالی
حکومت (معارف۔ ۵۰ مارچ ۲۰۵ - ۲۱۵)

حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد خلافت کا نقشہ اس مضمون میں کھینچا ہے اور یہ بتایا ہے کہ جس عمدہ نظم و نسق سے حکومت چلائی گئی وہ دنیا کے لیے ایک زندہ مثال ہے۔ عمر ثانی کی بیشمار اصلاحوں کی کامیابی کا سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ عمر خود اپنا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔

۴۶۔ کمرجی۔ ایس۔ این۔ نئے آئین کے امتیازی پہلو
(آجکل۔ ۵۰ فروری ۶ - ۱۳)

نئے آئین کے امتیازی پہلو یہ ہیں۔ وفاقی حکومت پارلیمانی طرز کی جمہوریت، ہندستانی ریاستوں کا انضمام، کل ہندستانی شہریت، بنیادی حقوق کی گارنٹی، چھوت چھات کی تنسیخ، ذاتی آزادی اور جائداد کا تحفظ، ملکی پالیسی کے لیے اصول وغیرہ۔ پریسیڈنٹ اور پارلیمنٹ کی حیثیت، سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کے اختیارات اور یونین اور ریاستوں کے باہمی تعلق پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۷۔ مودودی ابو الاعلیٰ۔ اشتراکیت کا میزانیہ نفع و نقصان
(چراغ راہ۔ ۵۰ مارچ ۲۳ - ۲۸ و ۲۲)

تیس پینتیس سال میں روس کی یہ ترقی کچھ تعجب خیز نہیں دوسرے ممالک نے بھی اتنی ہی مدت میں ایسی ہی بلکہ اس سے کہیں زیادہ ترقی کی ہے۔ دراصل روس میں اشتراکیت کی ترقی رہنماؤں اور کارکنوں کی خوش کرداری پر منحصر ہے اور نقصانات جو لوگ اس کے دکھاتے ہیں وہ سب اسی کے نہیں ہیں۔ اس کے بعد فوائد اور نقصانات کی سرخیوں کے تحت چار چار فائدے اور نقصانات گنائے ہیں اور ہر ایک کا جائزہ لیا ہے۔

۴۸۔ مودودی — ابو الاعلیٰ۔ اسلام کے سیاسی نظریہ

(نئی زندگی۔ ۵ مارچ ۴۱-۴۸)

حاکم اصلی صرف خدا ہے۔ باقی سب اس کی رعیت ہیں۔ مقنن صرف باری تعالیٰ ہے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ اسلامی اسٹیٹ اس قانون پر قائم ہوگا جو خدا کی طرف سے اس کے نبی نے دیا ہے۔

ابتدائی خصوصیات کو مد نظر رکھ کر مضمون نگار نے اسلام کے سیاسی نظریے پیش کیے ہیں مضمون کی بعض سرخیاں یہ ہیں۔ اسلامی اسٹیٹ کی نوعیت حدود اللہ کا مقصد، اسلامی اسٹیٹ کا مقصد ہمہ گیر اسٹیٹ، نظریہ خلافت، اسلامی جمہوریت کی حیثیت، اسلامی اسٹیٹ کی ہیئت ترکیبی وغیرہ

۴۹۔ ہاک کومنٹن۔ شاہی دارالامرا و دارالعوام (نئی زندگی۔ ۵ فروری ۳۴-۴۰)

برطانیہ عظمیٰ و شمالی آئرلینڈ کی سلطنت متحدہ کی پارلیمنٹ تین اجزا یعنی بادشاہ، امرا اور عوام پر مشتمل ہے۔ اندرون سلطنت یہ ملکی ترین جماعت ہے۔ بادشاہ، امرا اور عوام کے حقوق اور کارکردگی کی مختصر تاریخ اور اس کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

۵۰۔ پرشوتم ملک۔ قوم ملکت اور حق خود ارادیت (نئی زندگی۔ ۵ فروری ۲۹-۳۳)

اشتراک نسل و مذہب و رسوم و رواج و زبان مشترکہ تنظیم چاہتے ہیں۔ یہ تنظیم ایک قوم کو جنم دیتی ہے جو ایسی ملکت چاہتی ہے جو اس کی منتخب شدہ ادارہ سے برقرار ہو۔ دوسرے الفاظ میں وہ آپ اپنی حکومت چاہتی ہے۔ غیر کی نہیں۔

۵۱۔ مسیح الزماں۔ ہندوستان کا نیا آئین۔ بنیادی حقوق اور ان کی اہمیت (نئی زندگی۔ ۵ مارچ ۳۲-۳۴)

اس آئین میں مساوات کے تحت جو ضمانات پیش کی گئی ہیں، ان کی رو سے آزاد ہندوستان کے شہری کو وہی مرتبہ مل جائے گا جو امریکی باشندوں کو حاصل ہے، ہر شخص کو آزادی رائے کا حق حاصل ہوگا۔ حقوق مذہب کے نام سے آئین میں ایک الگ دفعہ بنا دی گئی ہے۔ کسی شخص کو ایسا ٹیکس ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جس کی آمدنی کسی فرقہ یا ملت کے لیے خرچ کرنا طے پایا ہے۔ اقلیتوں کی زبان، تہذیب اور رسم الخط کا تحفظ کیا جائے گا۔

۵۲۔ ولی کمال۔ ہندوستان کا نیا دستور (نئی زندگی۔ ۵ مارچ ۳۴-۴۰)

۳۰ سالہ غور و فکر کے بعد فاضل مقالہ نگار نے ہندوستان کا نیا دستور کس قسم کا ہونا چاہیے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے خیال میں قانون ساز حضرات کو یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ

(۱) اشتراکیت ہمارا مقصود ہے۔ (۲) نظام حکومت ایسا ہو جو ہر فرد کی صلاحیت کو بیدار کرے اور عمل میں لائے۔ (۳) نسل و خون، ذات اور طبقہ کی جو دلچسپی ہندوستانی باشندوں میں پائی جاتی ہے اسی کو تنظیم کا ذریعہ بنایا جائے۔ دیہاتوں میں فطری تنظیم کو برقرار رکھا جائے لیکن شہروں اور قصبوں میں تنظیم معاشرتی اور معاشی ہو، لسانی اور تہذیبی بنیادوں پر صوبوں کی از سر نو تشکیل کی جائے۔

(۴) روسی طرز حکومت پر عوام کے براہ راست نمائندہ صدر جمہوریت کو مطلق اختیارات دیے جائیں۔

۵۳۔ راجندر راجن۔ انڈونیشیا کی سیاسی جدوجہد (نئی زندگی۔ ۵ مارچ ۴۲-۴۴)

مضمون نگار نے انڈونیشیا کی جمہوری قوتوں اور ڈچ سامراج کے مابین ہونے والی جنگ کی تاریخ درج کی ہے۔

۵۴۔ ل۔ احمد اکبرآبادی۔ جمہوریت۔ کیا ہے اور کہاں ہے۔ (نئی زندگی۔ ۵ مارچ ۲۵-۳۱)

فلسفہ جمہوریت کے مختلف نظریے پیش کیے گئے

ہیں اور ان کی روشنی میں سرمایہ دار جمہوریتوں خصوصاً
امریکی جمہوریت کی برائیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ اس
مقالہ میں جمہوریت کے تصور میں وسعت آنے اور
اس کے مرتب ہونے کے اسباب و تاریخ پر بھی
روشنی ڈالی گئی ہے۔

تذکرہ و سیرت نگاری

۵۵۔ اداریہ۔ رسولِ مقدس (مولوی ۶۹ ربیع الاول
۴-۱۸)

(۲) رسولِ مقبول صلعم کی صفات مقدسہ عدل
و انصاف، جود و سخا، استقلال و استقامت، توکل
اور اخلاص باللہ، قوم کا عزم و احترام عبادت و ریاضت
اور مزاح و تبسم کا مختصر بیان۔

۵۶۔ ہال ریڈی۔ سقراط (ہندستانی ادب۔ ۵۰ جنوری
۳۲-۳۵)

(۱) سقراط صورت سے تو بالکل گنوار اور گنہگار
نظر آتا تھا مگر خدا نے اس کے من کو ایسی سندرتا
اور خوبصورتی بھر دی تھی کہ اگر کوئی آج بھی اس کی
باتوں پر چلے تو اپنے من کو بھی سندر بنا لے۔

۵۷۔ ہال ریڈی۔ سقراط (ہندستانی ادب۔ ۵۰ فروری
۹-)

۲۔ سقراط ۴۶۵ ق-م میں پیدا ہوا۔ بے باک
اور علمی آدمی تھا۔ نیکی کی جستجو اور تلقین اس کا کام
تھا۔ اگر ہم سقراط کو حقیقی علموں کا موجد کہیں تو یہ
ایک سچی بات ہوگی۔

۵۸۔ یقائی — عزیز حسن۔ حضرت وارث علی شاہ (نگار
۵۰ مارچ ۲۱-۲۴)

چودھویں صدی ہجری کے ایک بزرگ وارث علی
شاہ کا مختصر تذکرہ۔ ولادت ۱۲۳۲ھ میں بمقام دیوا
ہوئی اور ۱۳۲۳ھ میں وفات پائی۔

۵۹۔ شہابی — انتظام اللہ اکبرآبادی۔ امیرالامراء
نواب نجیب الدولہ ثابت جنگ (برہان۔ ۵۰ جنوری
۴۹-۵۳)

(۴) شاہ درانی دتا کو شکست دینے کے بعد،
انوپ شہر چلا گیا، وہاں نواباں روہیلکھنڈ اس سے
جا ملے۔ درانی نے عطائی خاں کو سکھر تال کی طرف
نجیب الدولہ کو محاصرہ سے نکالنے کے لیے روانہ کیا۔
نجیب الدولہ انوپ شہر پہونچ کر درانی سے جا ملے۔
مرہٹوں کا دہلی پر حملہ اور قبضہ اور دہلی کی تباہی کا مختصر
تذکرہ۔

۶۰۔ شہابی — انتظام اللہ اکبرآبادی۔ نواب نجیب الدولہ
ثابت جنگ (برہان۔ ۵۰ فروری ۱۱۵-۱۲۲)

(۵) مرہٹوں کا سردار بھاؤ کا میدان پانی پت
میں پہونچنا اور درانی لشکر سے ابتدائی لڑائیاں
جاری ہونے کا مختصر تذکرہ۔ پانی پت کی جنگ اور
اس میں درانی لشکر کی فتحیابی کا مختصر تذکرہ۔

۶۱۔ واصف — حفیظ الرحمٰن۔ سراج الدین احمد خاں
سائل (برہان۔ ۵۰ جنوری ۵۸-۶۰)

(۸) اس کڑی میں سائل کا طریقۂ اصلاح اور ان
کے ادبی مسلک پر بحث کی ہے۔ سائل کے چار
دیوان مکمل ہیں۔ اور ایک مثنوی نا مکمل ہے۔ مگر
یہ سارا ذخیرہ غیر مطبوعہ ہے۔ آخر میں سائل کے
بارہ شاگردوں کے نام گنوائے ہیں۔

۶۲۔ واصف — حفیظ الرحمٰن۔ ابو المعظم نواب
سراج الدین احمد خاں سائل (برہان۔ ۵۰ فروری ص ۱۱۱)

(۹) سائل کے حالات وفات، ۱۵ دسمبر ۱۹۴۵ء
جناب سائل نے اس دنیا کو خیرباد کہا۔ مرحوم کی وفات
پر جو بے شمار تعزیتی قطعات، رباعیات اور نظمیں
لکھی گئیں ان میں سے بعض کو مضمون ہذا میں نقل کیا ہے۔

۶۳۔ میرٹھی۔ سید نذیر الحق۔ حضرت شاہ ولی اللہ کا

وصیت نامہ (پیشوا، ۵۰ مارچ ۱۵-۱۸)

(۲) حضرت ولی اللہ دہلوی کا وصیت نامہ مشہور ہے۔ اس وصیت نامہ کی موجودہ زمانہ کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر مفصل تشریح کی ہے۔

۶۴۔ نصر — سید علی۔ حیات فردوسی (ماہ نو، ۵۰ مارچ ۲۱-۲۲) مشہور آفاق فردوسی کا اور اس کے شاہکار شاہنامہ کا مختصر تذکرہ۔ شاید ہی کسی قوم کے پاس ایسی تاریخ موجود ہو جس میں واقعات اتنے واضح اور حسین الفاظ میں قلم بند کئے گئے ہوں۔

۶۵۔ قطب۔ ایس، اے۔ فیضی رحمین (ماہ نو، ۵۰ جنوری ۲۷-۲۸)

فیضی رحمین درمیانی مذہب گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ تعلیم سے بچپن میں رغبت نہیں تھی۔ اتفاقی طور پر مصوری کا فن اختیار کیا اور بڑی دشواری کے بعد لندن جاکر اس کی تکمیل کی کوشش کی۔ یہ فطرتاً آزاد خیال اور اعتدال پسند ہیں۔ ادب اور ریاست میں بھی حصہ لے چکے ہیں۔ فیضی کی تکنیک ان کی مذہب سے بغاوت کے باوجود مذہب کا امتزاج ہے۔ وہ اپنی تصویروں میں بنیادی رنگوں سے کام لیتے ہیں، زرد، سبز، سرخ، نیلا، ارغوانی، بادامی اور سفید۔ ان کی تصویریں ہر طرح کی روشنی میں اچھی لگتی ہیں۔

۶۶۔ ریڈی بال — سقراط (ہندستانی ادب، ۵۰ مارچ ۲۵-۳۲)

(۳) یہ اس مضمون کی تیسری اور آخری قسط ہے۔ اس میں سقراط کی تعلیم نیکی کا عرفان اور اس پر عمل پیرا ہونا۔ سقراط کا طنزیہ اور تعمیری طریقہ، الزامات مقدمہ اور شہادت کے واقعہ کو مع اس کے ردعمل کے پیش کیا گیا ہے۔ انسانی کردار کی بنیاد نیکی ہے۔ اس کا گیان ضروری ہے۔ سقراط حکومت عوامیہ کا مخالف ہے۔ ستر سال کی عمر میں ۳۹۹ ق۔م میں اس پر مقدمہ چلایا گیا اور سزا کے طور پر زہر کا پیالہ پینا پڑا۔

۶۷۔ جمیل جالبی۔ میراجی کو سمجھنے کے لیے (ادبی دنیا ۵۰ مارچ ۱۲۹-۱۴۲)

کہا جاتا ہے کہ میراجی مبہم ہیں، لیکن میراجی کی شاعری شائقین ادب کے اس گروہ کے لیے ہے جو ادب و فن کو تحلیلی نہیں بلکہ تجزیاتی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کے کلام پر الجھن شاعری کا گمان ہوتا ہے۔ ان کی شاعری میں جو کچھ بھی ابہام ملتا ہے وہ ان کے اپنے ذہنی انتشار کی وجہ سے ہے۔ میراجی ملارمے اور پال والیرے کے بڑے مداح تھے۔ یہ دونوں شاعر مغربی ادب میں اپنی ابہام پسندی کے لیے مشہور ہیں۔ میراجی اردو کے منفرد شاعر ہیں۔ جنھوں نے اپنے ہمعصر شعرا کو اس درجہ متاثر کیا کہ جنس اردو کی ایک لازم خصوصیت بن کر رہ گئی۔

لسانیات و ادب و تنقید ادب

۶۸۔ آسی — عبدالباری۔ میر ممنون دہلوی (نگار، ۵۰ جنوری ۶۵-۷۱)

ممنون نے متقدمین کے طرز بیان کو بدل کر ایک تازہ طریقہ ایجاد کیا۔ ان کی کلامی خصوصیات میں دقت پسندی اور انوکھی ترکیبیں امتیازی حیثیت رکھتی ہیں۔ مضمون نگار نے کلام ممنون کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا ہے۔

۶۹۔ ابوالفضل۔ عربی زبان اور اس کا ادب (ہندستانی ادب ۵۰ فروری ۲۸-۳۴)

ملک عرب اور قوم عرب کی بعض اہم خصوصیات اور عربی زبان کی ابتدا پر ایک مختصر نوٹ ہے جس میں زمانہ جاہلیت کے عربی ادب کا جائزہ لیا ہے۔ اور ضرب الامثال حکایات اور وصایا پر ایک نہایت سرسری نگاہ ڈالی ہے۔

۷۰۔ ابوالفضل۔ عربی زبان اور اس کا ادب (ہندستانی ادب۔ ۵ مارچ ۹-۱۴)

(۲) عربی کے اصناف سخن، عرب شاعر کی اپنے قبیلہ میں اہمیت اور روایت شعر پر مختصر نوٹ لکھا ہے۔ اشعار جاہلیت کی خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے عرب میلوں کا تذکرہ کیا ہے جہاں شعرا اپنے شعر سنایا کرتے تھے۔

۷۱۔ اثر لکھنوی ـــ مرزا جعفر علی خاں۔ غالب کے بعض اشعار کے مطالب (راہ نو۔ ۵ فروری ۱۵-۲۱)

مرزا غالب کے پانچ شعروں کی سیر حاصل تشریح

۷۲۔ احمد عباس ـــ خواجہ۔ ہندوستانی ناٹک (ایشیا ۵ جنوری ۹۹ ... اور صفحہ ۹ ۳)

ہندوستان میں ناٹک (ڈرامہ) کا رواج اسی قدر پرانا ہے جتنی کہ قدیم اس کی تاریخ۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ پرانا۔ یونانی ڈراموں کے برخلاف سنسکرت کے ڈرامے طربیہ ہوتے تھے۔ ہندستانی ڈرامہ کی رفتار گھٹتی بڑھتی رہی ہے۔ چنانچہ انگریزوں کے تسلط کے بعد اس میں رکاوٹ ضرور پیدا ہوئی لیکن پھر بنگال اور مہاراشٹر میں اسے بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ آج کل یہ نئی ٹکنیک کے ساتھ ہندستانی زندگی کی صحیح عکاسی کرتا نظر آتا ہے۔

۷۳۔ اداریہ ـــ فن تنقید (نگار۔ ۵ فروری ۹-۱۶)

مضمون نگار نے فن تنقید پر ایک اجمالی نگاہ ڈالی ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ عہد میں اس فن کے شرائط کیا ہیں اور کن اصولوں کے تحت ایک شخص نقاد بن سکتا ہے۔ علاوہ اس کے فرانس کے فن تنقید پر اور اس ملک کے بعض نقادوں پر روشنی ڈالی ہے۔

۷۴۔ ابوصالح اصلاحی۔ جگر ـــ نئے روپ میں (چراغ راہ۔ ۵ مارچ ۱۱-۱۴)

مضمون نگار کی ملاقات جگر سے لاہور میں ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں جگر صاحب نے اپنے ادبی اور اخلاقی خیالات کو پیش کیا۔ انھیں خیالات کا تذکرہ اس مضمون کا مقصد ہے۔

۷۵۔ باقر حسین ـــ سید۔ نیا ادب کیا ہے؟ اور کیا ہونا چاہیے؟ (ایشیا۔ ۵ جنوری ۱۹-۲۹)

نئے ادب کا مقصد اور تعریف یہ ہے کہ وہ ایک ایسا نیا سماج پیدا کرنا چاہتا ہے جس کی بنیادیں مارکس اور فرائڈ کے اساسی اصولوں پر قائم ہوں۔ موجودہ نیا ادب ابھی پہلی منزل میں ہے، تخریب، خشونت و درشتی، فحاشی اور فنی نفاست کی کمی اس کی خصوصیات ہیں۔ اس لیے ہمارے ادیبوں کو چاہیے کہ نئے ادب کے مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی نگارشات میں نپا تلا سلیقہ اور سنبھلی ہوئی کیفیت پیدا کریں اور ادب کو ہنگامی نہیں دوامی بنائیں۔

۷۶۔ باقر حسین ـــ سید۔ نئی شاعری اور اس کا موضوع (ایشیا۔ ۵ جنوری ۳۰-۳۹)

نئی شاعری میں انقلابی، رومانی بھی طرح کی نظمیں ہیں۔ ان کے لکھنے والوں میں قدرت بیان و زبان نہیں۔ نئے خیال کے لیے پرانے لفظوں کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور ذوق سلیم کی رہنمائی میں نئے لفظ اور ترکیبیں بھی بنائی جا سکتی ہیں۔ بحروں اور قافیوں سے خیال کے "بہاؤ" میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔

۷۷۔ بریلوی ـــ عبادت۔ اردو ادب کی ترقی پسند تحریک (ایشیا۔ ۵ فروری ۴۳-۴۸)

تنگ نظری کی جگہ فراخ دلی اور جذباتیت کی جگہ عقلیت سے جب تک کام نہیں لیا جائے گا اس وقت تک ترقی پسند تحریک کو اپنا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

۷۸۔ بسم اللہ نیکم۔ جدید شاعری کا پس منظر (نگار۔ ۵۰ مارچ ۹-۱۵)

(۱) نظیر اکبر آبادی نے جدید شاعری کا بیج بویا تھا جو حالی، آزاد اور اسمٰعیل میرٹھی کی کوششوں سے پیدا بنا۔ عظمت اللہ خاں نے ہندی پنگل کو رواج دیا۔ شوق نے طبقۂ نسواں کے جذبات کی عکاسی کی۔ طباطبائی نے غیر مقفی نظمیں کہیں اور آزاد منظوم ترجمے کیے۔ شرر نے معرا نظموں کی طرف قدم بڑھایا۔ اصلاح کے نئے دور کے سلسلہ میں اقبال، سلیم پانی پتی، سرور، چکبست اور عظمت اللہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

۷۹۔ بنوری محمد یوسف سید۔ موت العالم (معارف۔ ۵۰ جنوری ۷۲-۷۷)

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب کی وفات حسرت آیات پر دارالعلوم ڈابھیل کے مدرس جناب بنوری صاحب نے ایک ۴۰ اشعار کا مرثیہ عربی میں لکھا ہے۔

۸۰۔ نقی۔ ایم۔ ایران کا فن تعمیر (ماہ نو۔ ۵۰ مارچ ۵۰-۴)

ہخا منشی دور سے لے کر موجودہ پہلوی دور تک ایران میں فن تعمیر کو جو ترقی ہوئی اس کا بیان۔ قبل اسلام کے ایران میں ساسانیوں کا دور بہت اہم ہے۔ سلجوقی، صفوی اور پہلوی دوروں کی فن تعمیرات کے خصوصیات اور ہر دور کے ممتاز آثار کا ذکر کیا ہے۔ رضا شاہ کے دور میں اس فن میں قدیم ایرانی طرز کی عمارتیں بنائی جانے لگیں۔

۸۱۔ چغتائی ۔ نفیس۔ خواجہ فرید کی ایک کافی (ہمایوں ۵۰ جنوری ۸۲)

خواجہ فرید ملتانی زبان کے صوفی شاعر ہیں۔ ان کی کافیاں ملتانی زبان میں مشہور ہیں۔ چغتائی صاحب نے ایک کافی کا اردو نظم میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

۸۲۔ سح۔ ا۔ اصلاح زبان و رسم خط (نگار۔ ۵۰ مارچ ۱۶-۲۱)

برنارڈ شا نے اپنے ایک مقالہ میں انگریزی زبان اور رسم خط کو آسان تر بنانے کے سلسلہ میں جو بحث پیش کی ہے، ان کا زبان اردو اور اس کے رسم خط پر انطباق۔

۸۳۔ حمید احمد خاں۔ غالب کا کلکتہ (ماہ نو۔ ۵۰ فروری ۴۴-۴۷)

مدت قیام کے لحاظ سے آگرہ اور دلی کے بعد کلکتہ کو غالب کی زندگی میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ غالب نے کلکتہ کا ذکر بھی پیار کے ساتھ کیا ہے۔ غالب کے کلکتہ میں ریل، بجلی وغیرہ کچھ نہ تھا۔ اسی لیے اس کی اصل بہار دیکھنے کے لیے ہمیں کاوش کی ضرورت ہے۔ وہ مغربی اور ایشیائی تہذیب کا گہوارہ صاف ستھرا شہر تھا۔ قتیل والی بحث میں ایک بزرگ امام علی غالب تھے جن کا ذکر خود غالب اور حالی نے بھی کیا ہے۔

۸۴۔ حیدری ۔ محمد اکبر خاں۔ کلام آزاد انصاری (نگار۔ ۵۰ جنوری ۲۷-۴۲)

آزاد کے کلام کی اہم خصوصیتیں یہ ہیں: تکرار الفاظ، تعادل الفاظ، ترصیع، تکرار ردیف، مسلسل اشعار، مسلسل غزلیات، مصرع سے مصرع پیدا کرلینا، غزل میں علمی اصطلاحات کا استعمال، کلام کی اصلی ترتیب۔ مضمون میں آزاد کے کلام پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور سند کو بالا خصوصیتوں کو اجاگر کیا ہے۔

۸۵۔ خان۔ رشید حسن۔ ندیم کے چند قطعات (ادبی دنیا۔ ۵۰ فروری ۳۹-۴۴)

ندیم کے مجموعہ قطعات "رم جھم" پر تبصرہ۔ ندیم قطعات میں طویل واقعات کو چند شعروں کی مدد سے بیان کرنے میں امتیازی خصوصیت کے مالک ہیں۔ مقالہ نگار نے جہاں مجموعہ ہذا کو بحیثیت مجموعی قابل قدر قرار دیا ہے وہاں لفظی و معنوی خامیوں کا بھی ذکر کیا ہے جو انھیں ندیم کے چند قطعات میں نظر آئی ہیں۔

۸۶۔ دہلوی۔ احتشام الدین۔ غالب کے بعض غیر مطبوعہ شعر اور لطیفے (ماہ نو۔ ۵۰ فروری ۲۲-۲۳ و ۳۲)

اس عنوان کے تحت سات حصوں میں غالب کے چند غیر مطبوعہ شعر اور لطیفے اکٹھے کیے گئے ہیں جن میں "غالبیت"

بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ مرزا غالب کے متعلق ادنیٰ سی بات بھی ایک دلچسپ چیز ہے اور ان کے مطالعے میں مددگار ہو سکتی ہے۔

۸۷۔ رشید حسن خاں۔ شاہجہانپوری۔ ہمارا سرمایۂ تغزل (کاروان، بجنور، ص ۱۹۔۲۳)

موجودہ تغزل کس مپرسی کے عالم میں ہے۔ اسے یکسر ختم کر دینے کے بجائے اس میں ضروری تبدیلیاں کی جائیں تاکہ وہ ہمارے بڑھتے ہوئے رجحانات کا ساتھ دے سکے۔ مضمون میں ان تبدیلیوں کا بھی تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔

۸۸۔ ریاض الحسن۔ اردو کے تذکرے گارساں دتاسی کا (اردو، ۵۰ جنوری ۷۴۔۱۰۲)

فرانس کے مشہور مستشرق دتاسی کی کتاب "اصلی تذکروں سے ماخوذ ہندوستانی مصنفین اور ان کی تصنیفات" تین باب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں اردو اور بعض ہندی تذکروں، مجموعوں اور انتخابوں کے حالات ہیں۔ دوسرے میں مصنفین اور شاعروں کا تذکرہ۔ اور تیسرے میں ان کتابوں کا ذکر ہے جن کے حالات تذکروں میں ملتے ہیں۔ مقالہ نگار نے صرف پہلے باب کے اس حصہ کا اردو ترجمہ ہے جس کا تعلق اردو کے تذکروں سے ہے۔ مضمون میں ۹۵ تذکروں کا بیان ہے۔

۸۹۔ زیدی صابرہ۔ جدید ایرانی ادب پر ایک سرسری نظر (نقوش ۹ــ۱۰ / ۱۹۴۹ ص ۲۰۔۲۵)

بیسویں صدی کے آغاز میں ایرانی نظم و نثر نے آگے قدم بڑھایا اور زندگی اور ادب کا تعلق برابر بڑھتا رہا۔ ۱۹۰۶ء کا انقلاب ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۰ء تک غیر ملکی دخل اندازی کا دور اور پچھلے دس پندرہ سال کی اہم اور غیر معمولی بین الاقوامی جد و جہد کا ایرانی زندگی اور ادب پر گہرا اثر پڑا ہے۔

۹۰۔ زور ــ محی الدین قادری۔ دکن کی آخری طویل اردو مثنوی (نوائے ادب۔ ۵۰ جنوری ۸۔۱۳)

سرزمین دکن میں انگلی ۱۱۸۷ھ میں پیدا ہوا ۱۲۰۶ھ میں اس نے ریاض العارفین ایک طویل مثنوی لکھی۔ اس مثنوی میں جملہ ۱۰۰ ۷ ابیات ہیں۔ گویا دکن کے آخری دور شاعری کی سب سے طویل مثنوی ہے۔ ریاض العارفین کے دو نسخے مضمون نگار کو ملے ہیں۔

۹۱۔ سروری ــ عبد القادر۔ غالب کی اخلاقی شاعری (نوائے ادب ۱۴۔۲۲)

(۱) غالب کے کلام میں اخلاق اور موعظت کے اشعار جس پایہ کے ملتے ہیں اردو کے بہت کم شاعروں کے کلام میں دستیاب ہو سکیں گے۔ اخلاقیات کے بعض اہم پہلو مثلاً احسان مندی وغیرہ پر کلام غالب سے شواہد پیش کیے ہیں۔

۹۲۔ سلامت اللہ۔ ڈان ویسٹ (شاہراہ، مارچ ۹۔۳۸)

ڈان امریکہ کا ایک عوامی شاعر ہے۔ اس کی شاعری میں جو اثر ہے وہ اس محبت کا پھل ہے جو اسے عوام سے وابستہ کرتی ہے۔ اس کی تخلیقات صرف اس کی انفرادی کاوش کا نتیجہ نہیں بلکہ اس میں بہت سے مزدوروں کا ہاتھ ہے۔

۹۳۔ سلامت اللہ ڈاکٹر۔ ڈان ویسٹ (شاہراہ ۵۰ ص ۹ــ۳۸)

ڈان ویسٹ جارجیا (امریکہ) کا مشہور عوامی شاعر ہے۔ اس کی شاعری میں جارجیا کے مزدوروں اور کسانوں کے قہقہے بھی ہیں اور ہیبت دیکھی بھی۔ اس کی زندگی و شاعری کا دوسرا نام مسلسل سعی اور کوشش ہے۔ ویسٹ کی عوامی شاعری غیر امریکی تحریک کی زد میں آ چکی ہے۔

۹۴۔ سعیدی ــ عبد المنعم۔ اثر دہلوی (نگار ۴۵۔۵۲)

اثر نے ایک چھوٹا سا دیوان اور ایک مثنوی یادگار زمانہ چھوڑی۔ اثر کے چھوٹی بحروں میں اشعار نہایت پر اثر اور پر لطف ہوتے ہیں۔ وہ جو کچھ کہتے شگفتہ بحروں میں کہتے۔ تصنع کا نام نہیں۔ تصوف کے خوب ماہر تھے۔ کلام میں محاورے کی خوش اسلوبی کا زیادہ خیال رکھتے تھے۔ سادگی ان کا خاصہ ہے۔ مضمون میں اثر کی بعض خصوصیات شعری کا تذکرہ کیا ہے۔

۹۵۔ سید ــ احمد خاں۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب (ماہ نو ۵۰ فروری ۲)

آثار الصنادید کے پہلے ایڈیشن میں اور مشاہیر کے تذکرے کے ساتھ غالب کا بھی تذکرہ تھا لیکن دوسری اشاعت میں یہ تذکرے حذف کر دیے گئے۔ مضمون ہذا سید صاحب کے غالب پر لکھے ہوئے طویل تذکرے اور تبصرے کا اقتباس ہے۔

۹۶۔ شرما رام بلاس۔ رامائن کا ترجمہ روسی زبان میں (نئی زندگی۔ ۵ جنوری ۵۶ — ۵۸)

یورپ کی مختلف زبانوں میں جتنے بھی تلسی داس کے ترجمے کیے گئے ہیں ان میں پروفیسر برانیکوف کا ترجمہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔ رامائن کے معانی و مطالب بیان کرنے میں اور اس کی موسیقیت اور سماجی اہمیت وغیرہ کو خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے اور مفید مشکل الفاظ اور جا بجا نوٹس بھی دیے ہیں تاکہ آسانی ہو۔

۹۷۔ شیرانی — محمود۔ ایک خط (نوائے ادب۔ ۵ جنوری ۸۰ — ۸۱)

حافظ محمود صاحب شیرانی مرحوم کا ایک خط بنام پروفیسر محمد ابراہیم ڈار اس خط میں فارسی کے مشہور عالم شاعر انوری کے چند شعروں کی تشریح کی ہے۔

۹۸۔ صدر الدین عظیم۔ خوارزم کی سرزمین کا ادب (ایشیا۔ ۵ جنوری ۴۰ — ۴۴)

خیالات و افکار کو ضبط کرنے کی اختراع سب سے پہلے مصریوں نے کی کتبوں سے صحیفوں تک پہونچے۔ اور ہر طرح کا ادب، مذہبی، عشقیہ وغیرہ پیدا کیا۔ مذہب شروع سے لیکر آخر تک جاری و ساری نظر آتا ہے۔ عوامی زندگی کے نقوش بہت مدھم ہیں۔ مصریوں نے قصوں کا ایک زبردست دفتر چھوڑا ہے جن کا اثر الف لیلہ کے قصوں پر بھی پڑا ہے۔

۹۹۔ صدیقی — مسعود۔ کلیلہ و دمنہ کے ترجمے (ایشیا۔ ۵ مارچ ۱۹ — ۲۲)

کلیلہ و دمنہ مترجمۂ ابن المقفع کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں ہوا ہے۔ اس مضمون میں ان تمام ترجموں کا ذکر ہے جس کا علم مضمون نگار کو ہو سکا۔

۱۰۰۔ صلاح الدین۔ احمد — محمد علی ردولوی۔ اردو کا اولین فطرت نگار (ادبی دنیا۔ ۵ فروری ۱۷ — ۲۶)

محمد علی ردولوی اردو کے اولین فطرت نگار ہیں گو انھوں نے نذیر احمد، پریم چند یا دور حاضرہ کے ترقی پسند ادیبوں کی طرح افادی ادب کی تخلیق نہیں کی پھر بھی نفسیاتی الجھنوں کی ایماندارانہ عکاسی کرنے اور بے عیب جنسی کہانیاں لکھنے میں ان کا کوئی ہمسر نہیں۔

۱۰۱۔ طاہر محمد یعقوب۔ الیکشن نامہ (چراغ راہ۔ ۵ جنوری ۲۶ — ۱۹)

الیکشن سے متعلق ۱۵۵ اشعار کی مثنوی ہے۔ ۵ شعروں پر مشتمل قدیم انداز کا ابتدائیہ ہے اور اس کے بعد آٹھ حصص میں اس مثنوی کو تقسیم کر کے مختلف سیاسی جماعتوں پر طنز کیا ہے۔

۱۰۲۔ عارف ہسوی۔ کلام آسی (نگار۔ ۵ جنوری ۱۱ — ۲۵)

آسی ان چند مخصوص افراد میں سے تھے جن کے کلک سحر نے اردو شاعری پر یہ احسان عظیم کیا ہے کہ تغزل کی جان یعنی مذاق تصوف کو صد درجہ خوبی و دلپذیری کے ساتھ ممزوج کیا۔ انداز بیان کی متانت، مضامین کا علو، خیالات کی بلندی، جذبات کی پاکیزگی و لطافت ان کے کلام کے خاص عناصر ہیں۔ مضمون میں کلام آسی کا ناقدانہ مطالعہ پیش کیا ہے۔

۱۰۳۔ عبدالباقی۔ انڈونیشی ادب اور آرٹ کی ایک جھلک (ماہ نو۔ ۵ فروری ۳۱ — ۳۲)

انڈونیشی تہذیب اسلامی اور ہندی تہذیب کا امتزاج ہے۔ اول اول اسلامی خیالات انڈونیشی زندگی میں رس بس گئے تھے لیکن انڈونیشی زمین چونکہ ہر نئی شے کو انگیز کر لیتی ہے اس پہ مغربی تہذیب و تمدن کا اس کی زندگی اور ادب پر بڑا گہرا اثر پڑا ہے۔ مذہبی نظموں کے علاوہ قومی اور سیاسی نظمیں بھی مغربی ہیئت کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ ڈراما بھی مقبول صنف ادب ہے۔

۱۰۴۔ عرشی ـــ امتیاز علی۔ غالب کے فارسی خطوط ایک نئی تحقیق (ماہِ نو۔ ۵ فروری ۸ - ۱۲)

پنج آہنگ کا آہنگ پنجم مرزا کے فارسی خطوط پر مشتمل ہے لیکن مطبوعہ نسخوں میں اور بعض نویافتہ اصلوں میں اتنا زیادہ فرق ہے کہ مطبوعہ نسخہ ساقط عن الاعتبار سا ہو جاتا ہے۔ مضمون ہٰذا میں اسی طرح کی چند مثالیں دی ہیں اور بتایا ہے کہ غالب پسندوں کو چاہیئے کہ وہ مرزا کے فارسی خطوط کی اصلیں تلاش کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

۱۰۵۔ عرشی۔ فاروقی۔ انعام اللہ خاں یقین دہلوی (نگار ۵۰ جنوری ۷۳ ـــ ۷۸)

دلی میں پیدا ہوئے اور مرزا جان جاناں کے دامن تربیت میں پرورش پائی۔ یقین صاحب دیوان شاعر ہیں ان کی شاعری خالص جذباتی شاعری ہے۔ قریب قریب ہر شعر میں سادگی اور جوش اپنی پوری قوت کے ساتھ کارفرما ہے۔ اگر یقین عنفوان شباب میں دنیا سے نہ اٹھ جاتے تو میر یا مرزا کسی کا چراغ ان کے سامنے نہ جل سکتا۔

۱۰۶۔ عطا محمد۔ میر کا تصور عشق (نقوش $\frac{9-10}{19-49}$ ص ۱۲ - ۱۹)

(۱) میر کے ہاں عشق کا ہموار ارتقا پایا جاتا ہے۔ ہر مقام پر منزل کا پتہ چلتا ہے۔ میر کا عشق روحانی یا تخئیلی نہیں بلکہ مادی ہے۔ میر نے اس دنیا سے بھرپور محبت کی ہے جسمانی، نفسیاتی اضطرار و اضطراب کو محسوس کیا ہے اور ان کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔

۱۰۷۔ علوی ـــ بدر الدین سید۔ ایک علمی خوش خبری (معارف ۵۰ جنوری ۶۳ - ۶۶)

بشار ابن البرد کا دیوان معلوم الاسم و معدوم الوجود خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن مضمون نگار نے ٹیونس کے شیخ الاسلام سیدی محمد طاہر صاحب کے پاس سے دیوان کا فوٹو حاصل کیا ہے۔ دیوان کی اس جلد میں سات ہزار آٹھ سو شعر ہیں۔ غالباً چھٹی صدی ہجری کے آخر میں لکھا گیا ہے۔

۱۰۸۔ فاروقی ـــ خورشید احمد ڈاکٹر۔ ابان کا ماحول اور شاعری (برہان ۵۰ جنوری ۴۱ - ۴۸)

(۱) ابان دوسری صدی ہجری کا غیر معروف شاعر ہے۔ وہ بصرے کا باشندہ تھا۔ اس کو برمکی وزیروں یحیٰی، فضل اور جعفر کے زمانہ میں عروج حاصل ہوا۔ وہ اس کے مربی تھے۔ مضمون میں اس فخریہ قصیدہ کا ترجمہ دیا ہے جس کی وجہ سے ابان کو اپنے ممدوح کے دربار میں باریابی حاصل ہوئی۔ نیز اس زمانہ کے جاگیرداری نظام کی لعنتوں کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۰۹۔ فاروقی ـــ خورشید احمد۔ ابان کا ماحول اور شاعری (برہان ۵۰ فروری ۸۹ - ۱۰۴)

(۲) ابان کی نظموں کا مختصر تذکرہ۔ ابان پہلا شاعر ہے جس نے نثری موضوعات کو نظم کیا اور تعلیم و حفظ کی آسانی کے لیے کتابوں کو شعر کا جامہ پہنانے کی رسم ڈالی ابان کی بعض نظمیں یہ ہیں۔ سیرت اردشیر، سیرت انوشرواں علم الہند۔ مزدک۔ سندباد وغیرہ مضمون میں ابان کے کلام کے چند نمونوں کا ترجمہ پیش کیا ہے۔ جن سے اس کی نفسیات سیرت اور اجتماعی ماحول کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے علاوہ اس کے ابان کے مذہب پر ایک مختصر نوٹ لکھا ہے۔

۱۱۰۔ فاروقی۔ زاہدہ۔ تلفظ (عصمت ۵۰ فروری ۹۳ - ۹۴)

بعض پڑھے لکھے حضرات کا شین قاف درست نہیں ہوتا۔ یہ حضرات زبان کی لطافت اور شیرینی کا ستیاناس نکال دیتے ہیں۔ کم از کم پڑھے لکھے لوگوں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کے تلفظ درست ہوں۔

۱۱۱۔ فکر ابن الحسن۔ شرلاک ہومز اور کونن ڈائل (راہِ عمل جمہوریت نمبر ۵ فروری ۵۳ - ۵۶)

جاسوسی ناول نگار کونن ڈائل کے مختصر حالات زندگی اور اس کے ایک ناول کے کردار شرلاک ہومز کا ذکر، مقالہ ہٰذا میں بتایا گیا ہے کہ شرلاک ہومز نہ صرف کونن ڈائل کی شہرت کا باعث بنا بلکہ اس نے شہرت کے معاملہ میں اپنے خالق کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔

۱۱۲۔ قادری۔ سید محمد۔ میر شیر علی افسوس (نگار ۵ جنوری سنہ ۶۴-۵۴)

میر صاحب کی پیدائش ۱۷۳۵ء کے قریب دہلی میں ہوئی ان کو اردو کے ممتاز شعرا کی صحبت میسر ہوئی۔ اس مضمون میں افسوس کی مختصر سوانح حیات اور ان کی تصنیفات ---- دیوان، باغ اردو اور آرائش محفل کا مختصر تذکرہ ہے۔

۱۱۳۔ صدیقی۔ ابو اللیث مطالعہ لسانیات۔ اٹھارہویں صدی تک (ادب لطیف، ۵ فروری ۵-۹)

لسانیات میں زبان کی نوعیت، تاریخ اور اس کی اصل کا مطالعہ کیا جاتا ہے لسانیات کی تاریخ دراصل یورپی ممالک میں لسانیاتی مسائل کے مطالعہ کی تاریخ ہے۔ جس زمانہ میں یونانی فلسفی تصوراتی مسئلوں میں الجھے تھے اس وقت ہندستان کے قدیم ماہرین لسانیات آریائی زبان کی قواعد اور اس کے اصول مرتب کر رہے تھے۔ لیبنز، کونڈیلک، ہرڈر، اور جینش وغیرہ کے خیالات سے بحث کی گئی ہے۔

۱۱۴۔ کاجی۔ میراجی کا بھائی (ادبی دنیا، ۵ فروری ۹۹-۱۰۴)

میراجی کے بھائی کاجی صاحب نے اپنے بھائی کی مختصر زندگی کا مختصر خاکہ پیش کیا ہے۔ اور ان چیزوں کا ذکر کیا ہے جس نے ثنا کو میراجی بنا دیا۔

۱۱۵۔ کلیم نخشب ---- افسانوی ادب کے چند معمار (کاروان ۶ نمبر ۶-۱۱)

ادب کے میدان میں صرف نظریہ کی صحت سے کام نہ چلے گا بلکہ فنی مشق کی ضرورت ہے جیسے اظہار اور اسلوب بیان کو نکھار سکے۔ ترقی پسند ادب، ادب نہیں ہے اگر صرف ترقی پسند ہے۔ ان دو نظریوں کو سامنے رکھ کر مضمون نگار نے کرشن چندر، بیدی، عصمت، ستیارتھی قرۃ العین وغیرہ چند ادیبوں کے کارناموں پر اظہار خیال کیا ہے۔

۱۱۶۔ گمنام۔ میراجی (ایشیا، ۵ جنوری ۷ ۸-۹۱)

ثناء اللہ نام۔ کشمیری النسل تھے۔ کاٹھیاواڑ میں ۲۵ مئی ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم باقاعدہ نہیں ہوئی۔ مگر مطالعہ وسیع اور مشاہدہ گہرا تھا۔ نفسیات اور جنسیات کی طرف بہت مائل تھے۔ عام لوگوں سے الگ تھلگ بھی رہنے کی کوشش کرتے۔ جدت اسلوب و ادا اور زبان سے کام لیا۔ حلقہ ارباب ذوق لاہور کی بنیاد رکھی رسالوں، ریڈیو اور فلم میں کام کرتے رہے۔ ۳ نومبر ۱۹۴۹ء کو انتقال کیا۔

۱۱۷۔ گیان چند۔ ڈاکٹر۔ الف لیلہ کا تحقیقی مطالعہ (اردو ۵۰ جنوری ۱۰۳-۱۴۶)

الف لیلہ پر مستشرقین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ ان کی آرا پر اس مضمون میں تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ الف لیلہ کا اصلی گھر شام، مصر، ایران اور ہندستان کے مختلف ملکوں میں پایا جاتا ہے۔ مضمون نگار کا خیال ہے کہ اس کتاب میں ہند، ایران اور عرب تینوں ملکوں کے قصے موجود ہیں۔ الف لیلہ کے ذریخ، عربی، جرمن، انگریزی، اردو ایڈیشنوں اور ترجموں پر نوٹ لکھا ہے۔ ساتھ ہی الف لیلہ کی ارتقائی تاریخ، اس کی کہانیوں کا تنقیدی مطالعہ، کہانیوں کے مشہور ماخذ اور ضمیمہ میں الف لیلہ کے بیس ترجموں کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۱۸۔ م۔ ت۔ سوویت تاجکستانی ادب (ہندستانی ادب ۵۰ مارچ ۱۵-۱۷)

تاجکستانی ادب دنیا کے قدیم ترین ادب میں سے ہے۔ اس زبان میں تحریری شاعری ایک ہزار برس سے بھی زیادہ سے موجود ہے۔ اس زمانہ میں تاجکستانی ادب پُرزور ترقی کر رہا ہے۔ ترقی پسند ادیبوں میں ستر سالہ صدرالدین عینی پیش پیش ہیں۔ اسٹیلن آباد اسٹیٹ یونیورسٹی اچھے ادیبوں کو پیدا کر رہی ہے۔ ان میں سے بعض ادیبوں اور شاعروں کے نام یہاں گنوائے ہیں۔

۱۱۹۔ ماوزے تنگ۔ ادب سے متعلق چند سوالات (نقوش ۹ ---- ۱۰ مئی ۱۹۴۹ء ۱۰-۱۲)

ترجمہ و ترتیب سے کام لے کر طفیل احمد خاں نے ادب، ادیب، فن، تنقید، مواد، انسانی فطرت اور بحث سے متعلق ماؤزے تنگ کے خیالات مجتمع کر دیے ہیں۔

۱۲۰۔ مجتبیٰ حسین۔ نیا دور فسادات نمبر (نقوش ۹-۱۰، ۱۹۴۹ء ص ۱۳-۲۶)

تقسیم ہند کے بعد ہونے والے فسادات سے متعلق مضامین، افسانوں، رپورتاژوں اور نظموں پر تفصیل سے تبصرہ کیا ہے۔

۱۲۱۔ مدنی — ظہیر الدین۔ گجرات میں مذہبی مثنویاں (نوائے ادب ۵۰ جنوری ۶۶ — ۷۲)

(۱) اصناف سخن میں سے مثنوی تبلیغ مذہب، تعلیم کی اشاعت اور اخلاق آموزی کے لیے بہترین ذریعہ ہے۔ ابتدا میں خدا رسیدہ بزرگوں نے مثنوی سے اشاعت مذہب کا کام لیا۔ جہاں تک گجرات کا تعلق ہے شیخ علی گام دھنی کی جواہر اسرار اللہ اور خوب محمد چشتی کے خوب ترنگ کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ مضمون میں ان دونوں مثنویوں سے متعارف کرایا ہے۔

۱۲۲۔ مرزا — محمد سخاوت۔ لبوان سنگھ راجہ کا ایک نایاب قلمی دیوان (اردو ۵۰ جنوری ۴۳-۵۲)

راجہ صاحب ۱۸۶۹ء تک بقید حیات تھے۔ کشمیری بازار آگرہ میں ان کی کوٹھی تھی۔ انگریزی حکومت کی طرف سے دو ہزار روپیہ ماہانہ مقرر تھا۔ راجہ کی تصنیفات میں تین دیوان ایک مثنوی۔ ایک بیاض سلام و مرثیہ اور دو کتابیں ہندی میں ہیں۔ مضمون نگار کو راجہ کا غالباً سب سے پہلا ایک قلمی نفیس نایاب مہذب مخطوط ملا ہے۔ یہ راجہ کا اصل مسودہ ہے۔ تاریخ کتابت ۱۲۵۳ھ ہے۔ اس دیوان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ راجہ صاحب کے استاد کی اصلاح ہر صفحہ پر موجود ہے۔ ان اصلاحات کے چند اقتباسات مضمون میں پیش کیے ہیں۔ دیوان میں ۵۱ م غزلیات کے علاوہ ۱۷ مخمس ایک مثلث، ۳ مسدس ایک ترجیع بند وغیرہ چیزیں ہیں۔

۱۲۳۔ مرزا محمد شیر۔ غالب کے مقطعے (ماہ نو ۵۰ فروری ۲۸-۳۲)

غالب کے مقطعے ادبی و سوانحی حیثیت سے بہت اہم ہیں۔ ان میں آپ بیتی اور جگ بیتی دونوں کا لطف ہے۔ علمی و ادبی رموز کے علاوہ غالب اپنے ممدوحین و احباب کا ذکر بھی کرتے ہیں اور خود اپنی روداد زندگی کچھ اس طرح بیان کر جاتے ہیں کہ یہ مقطعے ان کی خود نوشتہ منظوم سوانح عمری معلوم ہوتے ہیں۔

۱۲۴۔ مسعود حسین خاں۔ ڈاکٹر۔ اردو زبان میں افسانے کا ارتقا (ہمایوں سالگرہ نمبر ۵۰-۲۳-۲۷)

افسانہ نگاری کا آغاز ترجموں کے ذریعہ ہوا۔ پریم چند اردو کے پہلے افسانہ نگار ہیں گو انھوں نے سب سے پہلا افسانہ نہیں لکھا۔ موجودہ افسانہ نگاروں کا مقصد پریم چند کی طرح اصلاح نہیں انقلاب ہے اور موجودہ افسانہ نگاری ارتقا کی پیداوار نہیں بلکہ انقلاب کی ہے جو انگریزی ادب کا لایا ہوا ہے۔

۱۲۵۔ معصومی — ابو محفوظ الکریم۔ ہندوستان کے عربی شعرا پر ایک نظر (معارف ۵۰ مارچ ۱۸۰-۲۰۴)

ہندی علما نے عربی علوم و فنون کی خدمت میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ اس مضمون میں ہندوستان کے بعض عربی شعرا کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے بعض شعروں کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ بعض شعرا جن کا تذکرہ قدرے مفصل اس مضمون میں کیا ہے ان کے نام یہ ہیں مسعود سعد سلمان قاضی عبدالمقتدر، محمد مومن شیرازی، آزاد بلگرامی۔ ان شعرا میں موخر الذکر کا تذکرہ نسبتاً زیادہ تفصیل سے کیا ہے۔

۱۲۶۔ ندوی — عبدالسلام۔ عربی نظم و نثر کی تاریخ (معارف ۵۰ جنوری ۲۴-۴۲)

(۲) دور جاہلیت کی نثر کی قسمیں مسجع و مقفیٰ قصے اور کاہنوں کی پیشین گوئیاں دینی وعظ خطابت اور ضرب الامثال اور اسلام کی نثر اور اسلام کا اس دور کی نثر پر جو اثر ہوا اس کا مختصر خاکہ۔ بنو امیہ کے زمانے کی نثر خطابت اور فن

انشا پر مختصر نوٹ۔

۱۲۷۔ ندوی، معین الدین احمد۔ کیا اقبال فرقہ پرست شاعر تھا (معارف۔ ۵۰ جنوری ۴۳ - ۵۰)

اقبال پر فرقہ پرستی کا جو الزام لگایا جاتا ہے اس کے اسباب یہ ہیں اقبال کے افکار و تصورات، ان کے نصب العین ان کے مقصد شاعری، یورپ کی سیاست و مذہب اسلام مشرقی قوموں خصوصاً مسلمانوں کے زوال کی تاریخ سے ناواقفیت وغیرہ ان امور کی روشنی میں اقبال کے کلام کا مطالعہ اس مضمون کا مقصد ہے۔

۱۲۸۔ ندوی ۔ عبد السلام۔ عربی نظم و نثر کی مختصر تاریخ (معارف ۵۰ فروری ۱۲۵ - ۱۳۶)

(۳) عباسی دور کے ابتدائی حصہ کی عربی نظم اور نثر کی خصوصیات۔ اور جو نئے مضامین اس دور میں ایجاد ہوئے مثلاً امرد پرستی، خمریات۔ زہدیات وغیرہ ان کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔ علاوہ اس کے اسی دور کی انشا پردازی کا بھی مجمل بیان کیا ہے۔

۱۲۹۔ نظیر۔ اصغر حسین خاں لدھیانوی۔ اردو غزل کا ارتقا (چوتھی قسط) (ادبی دنیا۔ ۵۰ فروری ۸۱ - ۹۷)

دہلی اور لکھنؤ اسکول کے مشہور اساتذہ، ناسخ، آتش شاہ نصیر ذوق اور دوسرے ہم عصر شعرا کے مختصر سوانح حیات، نمونہ کلام اور ان کی ادبی خدمات۔

۱۳۰۔ ن۔ک۔ نیا سوویت ادب (ہندستانی ادب۔ ۵۰ جنوری ۲۲ - ۲۵)

سوویت ادیبوں کی اکثر حالیہ تصانیف ان بڑھتے مسائل پر وقف ہیں جو دور حاضرہ میں عوام کو درپیش ہیں۔ ان میں کمیونسٹ سماج کے جنم داتا اور معمار نئے سوویت انسان کو نہایت خوش اسلوبی اور موثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

۱۳۱۔ نیاز ۔ فتحپوری۔ ہمعصر مصنفین کی انجمن میں علامہ نیاز فتح پوری کا خطبہ (ایشیا۔ ۵۰ جنوری ۶ - ۸)

اس وقت دنیا کی تمام چیزوں کی قدریں بدل رہی ہیں اور ان کا ساتھ دینے والی جماعتیں ہی زندہ رہ سکتی ہیں۔ شاعروں اور ادیبوں کو اس کا پورا پورا احساس ہونا چاہیئے۔ ادب کا مقصد تفریح نہیں ہے۔ اس سے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کام لینا چاہیئے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہمیں لب و لہجہ، زبان ذہنیت وغیرہ میں تبدیلی کرنا ہوگی تاکہ بلا قید زبان ہر شاعر اور ادیب ایک پلیٹ فارم پر مجتمع ہو سکے۔

۱۳۲۔ وزیر آغا۔ شاعر اور نیچر (ادبی دنیا ۵۰ فروری ۷۵ - ۸۰)

اس مضمون میں نیچر کے متعلق مختلف شعرا کے نظریوں کا مطالعہ پیش کیا ہے اور ان نظریوں کے پس منظر پر بھی بحث کی ہے۔ ورڈزورتھ، شیلی، کیٹس، ٹینی سن۔ وغیرہ کی شاعری میں جن مقامات فطرت کا عکس پایا جاتا ہے اس کو اجاگر کیا ہے۔

۱۳۳۔ ندوی ۔ شاہ معین الدین۔ کیا اقبال فرقہ پرست شاعر تھے؟ (معارف ۵۰ فروری ۸۵ - ۱۰۸)

۲۔ اقبال کے نقادوں کا ایک گروہ ان سے فرقہ پرست (مسلم) شاعر سمجھتا ہے۔ کچھ لوگ اس کے مخالف ہیں۔ یہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ دنیا کی سیاسی و معاشی غرض ہر نجات کے لیے اسلام کا نظام تکمیلی صورت پیش کرتا ہے۔ اس کی دعوت مسلمانوں سے مخصوص نہیں۔ اس طرح یہ سارے عالم کے لیے ہے۔ اقبال اسی نظام کو سامنے رکھتے ہیں۔ چنانچہ انھیں فرقہ پرست کہنا درست نہ ہوگا۔ اس مضمون میں اسلامی قوانین و اصول پر شریعت اور حدیث کی روشنی میں بحث کرتے ہوئے انسانی معاشرہ خصوصاً یورپ کی تحریکات اور ان کے اثرات اور ساتھ ہی اقبال کی صفائی پیش کی ہے۔

۱۳۴۔ قیوم نظر۔ لکھنوی دبستان شاعری کا تاریخی پس منظر (ادبی دنیا۔ ۵۰ مارچ ۲۹ - ۳۹)

لکھنوی تہذیب و معاشرت کا آغاز ۱۷۴۲ء میں

نواب برہان الملک کے زمانے میں ہوا۔ اس کے خیموں نے فیض آباد کی شکل اختیار کی۔ شجاع الدولہ کی تعیش پسندی نے بازاری عورتوں کو رواج دیا۔ لکھنؤ کا قدیم نام لچھمن پور تھا۔ بعد میں "لکھنا" نامی معمار کے نام سے شاید یہ لکھنؤ ہو گیا۔ اکبر اور جہانگیر لکھنؤ پر مہربان تھے۔ آصف الدولہ کے زمانے میں شیعیت پھیلی۔ اور شاعری سے تصوف ختم ہوا حسن کے ظاہری لوازمات کا چرچا عام ہوا۔ ریختی وجود میں آئی۔ معاملہ بندی اور واسوخت نے جڑ پکڑی۔ غازی الدین حیدر کے زمانے میں انگریزوں نے نواب کو بادشاہ بنایا اور اہل لکھنؤ بول چال، رہن سہن، غرض ہر طرح سے اپنے آپ کو اہل دہلی سے ممتاز کرنے لگے۔

۱۳۵۔ انتظار حسین۔ پاکستان کے تین افسانہ نگار (ماہ نو۔ جنوری ۲۲-۲۷)

غلام عباس، احمد علی، اور ممتاز مفتی کی افسانہ نگاری کا علیحدہ علیحدہ جائزہ لیا گیا ہے اور ان کی اپنی خصوصیات مع مثالوں کے پیش کی گئی ہیں۔ ان سب کا مقصد یہ دکھانا ہے کہ پاکستانی افسانہ میں تنوع بہت ہے۔ ان تینوں میں ان کی نکھری ہوئی انفرادیت مشترک چیز ہے۔ ان میں سے ہر افسانہ نگار باقیوں سے الگ پہچانا جا سکتا ہے۔ ان کا نام بھول جائے تو بھول جائیے لیکن صورت ان کی ضرور پہچان پڑے گی۔

۱۳۶۔ محمد بشیر۔ خالص اردو (ماہ نو۔ جنوری ۳۲-۳۴)

ریختہ کی ایک قسم یہ ہے کہ محض ہندی زبان کے الفاظ استعمال کیے جائیں۔ اس کی تحریک قدیم شعرا کے ہاں سے ہوتی ہوئی انشا کے یہاں واضح صورت میں جلوہ گر ہوئی۔ شاد لکھنوی اور حالی بھی اس سلسلہ کی نمایاں کڑیاں ہیں۔ غرض خالص اردو ہر دور میں رائج رہی اور بتدریج ترقی کے بعد آرزو لکھنوی کے یہاں پختہ اور مکمل صورت میں نظر آتی ہے۔ ان کے طرز بیان میں تصنع و آورد کے بجائے بلا کی آمد اور روانی ہے۔

۱۳۷۔ عزیز احمد۔ سب رس کے ماخذ اور رجحانات (اردو۔ جنوری ۵۲-۵۴)

(۱) سب رس کا ماخذ فتاحی کی دستور العشاق ہے۔ لیکن اول الذکر بہ لحاظ فن دستور سے بہتر ہے۔ دستور کا اثر اسلوب اور مواد دونوں پر ہے۔ تمثیلی ادب کا فروغ دراصل روم سے شروع ہوتا ہے۔ یوں تمثیلی قصے بحیرۂ روم کے کنارے آباد قدیم ملکوں میں کسی نہ کسی صورت میں پائے جاتے ہیں جو تلاش کے افسانوں کی صورت میں تقریباً تمام لٹریچر میں موجود ہیں۔ ایرانی ادب سے ہوتی ہوئی یہ تمثیلی کہانیاں اردو میں پہونچی۔ اس پہ کہہ سکتے ہیں کہ گل بکاؤلی پھول بھی ہے، آب حیات بھی اور ظرف مقدس بھی۔ اس مضمون میں کھوجی افسانوں اور اشیاء کا تفصیلی ذکر اور رجحانات ملتا ہے۔

۱۳۸۔ کیلاش۔ ماہر کشمیری زبان اور ادب (آج کل۔ مارچ ۱۸-۲۰)

کشمیری زبان میں ادبیت کا رنگ "للہ دید" کے زمانہ سے شروع ہوا جو شاعر ہونے کے علاوہ فلسفی بھی تھا۔ نورالدین ولی، روپ بھوانی، امرناکاک، پرکاش بھٹ (جو دیوناگری میں اپنا کلام تحریر کرتا تھا) پرمانند، کرشن راج، محمود گامی اور صفی الدین اور دور جدید میں عاصی وغیرہ کشمیری زبان کے قابل ذکر ادیب یا شاعر ہیں۔ کشمیری زبان میں فارسی ہندی، قابلی اور پنجابی وغیرہ کے الفاظ بھی مستعمل ہیں۔

۱۳۹۔ شیدا۔ راجندر ناتھ۔ اقبال کی ذہنی الجھن اور اس کے عناصر ترکیبی (آج کل۔ مارچ ۱۲-۱۷)

اقبال کی نظریاتی الجھنوں کے اسباب ان کے سماجی اور ذاتی ماحول میں ملتے ہیں۔ سماجی ماحول جاگیردارانہ تھا جس کی اہم خصوصیت مذہب پناہی ہے۔ ان کی تعلیم تربیت بھی مذہبی ماحول میں ہوئی۔ اسی لیے ان کی ذہنی صلاحیتیں مسلمان نوجوانوں میں الحاد کے بڑھتے ہوئے طوفان کا مقابلہ کرنے کے لیے مذہب کے فرسودہ عقائد کے حق میں توجیہی فضا پیدا کرنے میں صرف ہونے لگیں وہ وجدان کو روحانی حقیقتوں کو سمجھنے کے لیے

ایک ذریعہ سمجھتے ہیں لیکن انھوں نے ان روحانی حقیقتوں کی تفصیلات نہیں بیان کیں۔ ان کی مقبولیت کا دارومدار جاگیردارانہ نظام پر ہے جو دم توڑ رہا ہے۔

۱۴۰۔ **عبدالمالک آروی**۔ غالب کا ابہام شعر و ادب (ایشیا ۵۰ فروری ۳۳-۳۹)

غالب شاعر کی حیثیت سے ایک خاص انفرادیت کے مالک تھے۔ انھوں نے اردو نثر میں خاص طرز ایجاد کی۔ وہ فارسی کے بھی بڑے اچھے شاعر تھے۔ انھوں نے بہت بڑا تنقیدی سرمایہ چھوڑا ہے۔ وہ صوفی نہیں تھے پھر بھی ان کی وسیع المشربی سے انکار نہیں کیا جا سکتا غالب کے کلام اور فن میں زندگی نمو اور کشش اتنی ہے کہ مستقبل کا انقلاب اس کو فنا نہیں کر سکتا۔

۱۴۱۔ کلیم سہسرامی۔ جنوبی ہند کا زندۂ جاوید شاعر (ایشیا ۵۰ فروری ۴۷-۴۸)

ملیالم زبان کے عصر حاضر کے سب سے بڑے شاعر وللا تقل منن کی شاعرانہ صلاحیتوں پر روشنی ڈالی ہے (ترجمہ)

۱۴۲۔ ظ۔ انصاری۔ اکبر اپنی شکست کی آواز (ایشیا ۵۰ مارچ ۱۰-۱۸)

اکبر مشین کے مقابلہ میں دین کے ساتھ ہیں، علی گڈھ کے مقابلہ میں دیوبند کے ساتھ ہیں۔ سر آغا خان کے مقابلہ میں گاندھی جی کے ساتھ ہیں اور گاندھی جی کے مقابلہ میں ان لوگوں کے ساتھ ہیں جو ڈنڈے کے ذریعہ انگریز سے اپنے مطالبے منوانا چاہتے تھے، اس کے باوجود وہ ملازم گورنمنٹ تھے، انھوں نے کسی تحریک سے اپنے آپ کو وابستہ نہیں کیا، جہاں وہ نظام نو سے مطمئن نہیں وہاں انھیں پرانے نظام کے واپس آنے کی امید بھی کم ہے۔

۱۴۳۔ منظور احمد۔ موجودہ تنقید نگاری کی چھان بین (آج کل ۵۰ مارچ ۲۸-۳۲)

موجودہ تنقید نگاری کی چھان بین کے عنوان سے ممتاز حسین کا ایک مقالہ جون ۱۹۴۸ء کے سپیرین الہ آباد میں شائع ہوا تھا جس میں فراق، مجنوں اور احتشام حسین کی تحریروں کے ان تضادات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو مقالہ نگار کے خیال میں ترقی پسندی کے منافی ہیں لیکن مقالہ ہذا میں صرف مجنوں کی مدافعت کی گئی ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان کے یہاں تضادات نہیں ملتے۔

۱۴۴۔ سحر فتحپوری۔ جوش اور اشتراکیت (ایشیا ۵۰ فروری ۴۴-۴۶)

مضمون نگار نے جوش کی غیر اشتراکی خصوصیات کا ذکر کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ اشتراکی شاعر نہیں ہیں۔

۱۴۵۔ حمید احمد خان۔ اردو ادب میں خواتین کا حصہ (ہمایوں ۵۰ جنوری سالگرہ نمبر ۱۱۱-۱۱۲)

انیسویں صدی کے نصف آخر میں عورتوں کے لیے ماہوار رسالے اور ہفتہ وار اخبار جاری ہوئے جن میں تہذیب نسواں، لاہور اور خاتون، علی گڈھ کے نام قابل ذکر ہیں۔ محمدی بیگم صاحبہ، بیگم ہمایوں مرزا، نذر سجاد حیدر حجاب امتیاز علی، بیگم عبدالقادر، زیب عصمت چغتائی وغیرہ افسانہ نگار خواتین کی حیثیت سے اور زیب عثمانیہ، بلقیس جمال اور صفیہ شمیم وغیرہ شعر گو خواتین کی حیثیت سے شہرت رکھتی ہیں۔

۱۴۶۔ نیاز فتحپوری۔ اکبر ایک غزل گو کی حیثیت سے (ایشیا ۵۰ فروری ۲۶-۳۲)

اکبر ابتدا میں ناسخ سے متاثر تھے لیکن بعد کو ان کے کلام میں ہلکا سا رنگ آتش کا بھی پیدا ہو گیا۔ ان کے دوسرے اور تیسرے دور کی غزلوں میں پختگی پائی جاتی ہے۔ ان میں داخلی رنگ کی غزل گوئی کی بڑی صلاحیت موجود تھی لیکن حالات نے ان کے ذہن و خیال کو ظرافت و طنز نگاری کی طرف مائل کر دیا اور غزل گوئی کی صلاحیت دب کر رہ گئی۔

۱۴۷۔ عبدالقادر۔ ہماری شاعری کا نیا میلان (نگار ۵۰ جنوری

فروری ۱۰۵ -

اشاریت اور ابہام کی "تحریک" کی تاریخ بیان کی ہے اور اردو اور دوسری مغربی زبانوں سے مثالیں پیش کرکے اشاریت اور ابہام کی وضاحت کی گئی ہے اور ان کی ادبی ضرورت پر زور دیا ہے۔

۱۴۸۔ منٹو۔ سعادت حسن۔ آغا حشر سے دو ملاقاتیں (جاوید ۵۰ (نمبر ۸) ۱۸-۲۸)

مضمون نگار نے اپنے دوست ہری سنگھ کی وساطت سے آغا حشر سے پہلی بار امرتسر میں ملاقات کی۔ دوسری ملاقات لاہور میں ہوئی۔ وہ بدیہہ گو تھے اور شدہ ہندی کے عالم بھی فحش کلامی اور شراب نوشی یہ ان کے محبوب مشغلے تھے۔ آغا صاحب عجیب و غریب ہزار پہلو شخصیت کے مالک تھے۔

۱۴۹۔ عبداللہ ملک۔ طبقاتی کشمکش اور موجودہ طویل نظم (شاہراہ ۵۰ (نمبر ۶) ۷-۹-۱۰۹)

ن۔ م۔ راشد کی طویل نظم "ایران میں اجنبی" مطبوعہ سویرا لاہور شمارہ ۷ اور ظہیر کاشمیری کی طویل نظم "ایشیا" مطبوعہ سویرا لاہور شمارہ ۵ کو ترقی پسندانہ نظریات کی روشنی میں جانچا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی یہ دونوں شاعر رجعت پرست ہیں۔

۱۵۰۔ مختار۔ صدیقی۔ اردو کا انتقادی سرمایہ (جاوید ۵۰ (نمبر ۸) ۶-۱۳)

یہ ضرور ہے کہ ہمارے ہاں کسی واضح اسکیم اور معیار پرستی کی کمی ہے مستقل تصنیفیں کم اور مضامین و مقالات زیادہ ہیں پھر بھی اگر تنقیدی کتابوں بے شمار مضامین و مقالات دیباچوں اور تقریظوں، جائزوں اور تبصروں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اردو تنقید کی کم عمری کے پیش نظر ہمارا انتقادی سرمایہ نسبتاً وسیع اور وافر ہے ضرورت ہے کہ بڑے بڑے شعرا ادیبوں اور لسانی ماہروں کے متعلق منفرد اور مخصوص کتابیں لکھی جائیں۔ تنقیدی معیار، اصول انتقاد

تاریخ نقد و نظر اور اصناف ادب مثلاً غزل ڈرامہ وغیرہ پر بھی وسیع تصنیفوں کی ضرورت ہے۔

۱۵۱۔ مہدی محمد۔ نیا موڑ، نئے تقاضے (شاہراہ ۵۰ (نمبر ۶) ۸۵-۹۶)

انجمن ترقی پسند مصنفین کی سالانہ کانفرنس جو مئی ۱۹۴۹ء میں بمبئی میں منعقد ہوئی ہندوستان کی ادبی تحریک میں ایک نیا موڑ ہے، ۱۹۴۷ء کے بعد ہمارے ملک میں سیاسی اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں پہونچ گیا جو قومی تحریک میں پیش پیش تھے اور سرمایہ دار طبقہ کی نمائندگی کرتے تھے۔ اکثر ادیب جو بورژوا قیادت کے زمانے میں سامراج دشمن تھے آج مزدور طبقہ سے اس لیے رشتہ توڑ رہے ہیں کہ انقلاب ان سے "مطالبہ کرتا ہے"! سرمایہ دار طبقہ مختلف نظریات کے ذریعہ عوامی صفوں میں انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ان کے خلاف جدوجہد ترقی پسندوں کا بہت بڑا فرض ہے قوموں کی خود مختاری اور زبان کی آزادی کے لیے جدوجہد کرنا اور سرمایہ دارانہ مکاری کا پردہ فاش کرنا بھی ترقی پسندوں کے فرائض میں داخل ہے۔

۱۵۲۔ ممتاز حسین۔ تنقید اور اپنی تنقید شاہراہ ۵۰ (نمبر ۷) ۲۹-۶۸)

مقالہ نگار نے نقوش کے آزادی نمبر میں ایک مضمون ادب عالیہ سے متعلق لکھا تھا اس مضمون پر محمد مہدی نے محاذ کی اشاعت یکم دسمبر ۱۹۴۹ء میں تنقید کی ہے۔ مضمون ہذا میں ان اعتراضات کے جوابات پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۵۳۔ رضوی۔ سید محمد تقی۔ ترقی پسند ادب کی ایک جھلک (نگار ۵۰ جنوری، فروری ۱۴۹-۱۵۶)

ہمارے ادیبوں، شاعروں اور دوسرے نقادوں نے اپنے پیش نظر ادب کے اس نظریہ کو رکھ کر کہ وہ زندگی کا آئینہ بھی ہے، تفسیر بھی اور تنقید بھی اپنی تخلیقات پیش کیں۔ اردو ادب کی رفتار ۱۹۳۵ء کے بعد سے تیز سے تیز تر ہو گئی۔ اردو کو اقبال اور پریم چند جیسی شخصیتیں مل گئیں جنھوں نے اپنے سماجی، انتقادی اور سیاسی تقاضو

سے ہم آہنگ کیا۔ موجودہ دور کے قابل ذکر افسانہ نگار منٹو، بیدی، کرشن چندر، عصمت چغتائی، اختر اورینوی، اختر انصاری، حیات اللہ انصاری، اختر اورینوی، احمد عباس، حسن عسکری اور ممتاز مفتی ہیں اور شعرا میں جوش، فراق، مجاز، فیض، جذبی، سردار جعفری، جواد زیدی اور مخدوم محی الدین کے نام قابل ذکر ہیں۔ ترقی پسند نقادوں میں احتشام حسین اور مجنوں پیش پیش ہیں۔

۱۵۴۔ ظہیر الحق۔ محمد۔ مخدوم کی رومانی شاعری (ایشیا۔ ۵ مارچ ۲۳-۲۶۔ اور ۴۲)

مخدوم ایک انقلابی ہونے کے ساتھ باوفا عاشق بھی ہے۔ وہ جہاں اس ستم رسیدہ دنیا کا ماتم کرتا ہے وہاں اپنے دل کی بیتاب تمناؤں کو بھی نہیں بھولتا۔ کیٹس کی طرح وہ حسن کو خالق کائنات کا ایک لافانی عطیہ سمجھتا ہے، اس کے کلام میں حسن و عشق کے عامیانہ جذبات کا دور دور تک پتہ نہیں۔ مخدوم کا صرف ایک ہی مجموعۂ کلام "سرخ سویرا" کے نام سے سنہ ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا اس میں تقریباً ۸۸ نظمیں ہیں جن میں سے رومانی نظمیں صرف ۱۵ یا ۱۶ ہیں۔

۱۵۵۔ عبادت بریلوی۔ غزل کی اہمیت (نگار۔ ۵ جنوری، فروری ۹۲-۱۰۴)

غزل وہ صنفِ سخن ہے جس کا وجود سوائے فارسی کے اور کہیں نہیں ملتا، فارسی کے ذریعہ یہ اردو میں پہونچی غزل کی داغ بیل سب سے پہلے ایران میں رودکی کے ہاتھوں پڑی غزل چونکہ ہمیں اپنے آباد اجداد سے ترکہ میں ملی ہے اس لیے ہم اس سے غیر شعوری طور پر لطف لینے کے لیے مجبور ہیں۔ انسان فطرتاً تنوع پسند ہے، غزل ہمارے لیے تنوع کا سامان فراہم کرتی ہے۔ غزل کے اشعار میں اگرچہ ایک انتشار ہوتا ہے لیکن ایک بڑے فنکار کی غزل کے اشعار میں ایک طرح کا ربط محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اختصار غزل کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ یہ خوبی، ایمائیت اور ابہام کو جنم دیتی ہے جو معراج فن ہے۔

۱۵۶۔ فراق گورکھپوری۔ اردو غزل (نگار۔ ۵ جنوری فروری ۸۳-۹۱)

اردو غزل میں تصوف کے زیر عنوان مضمون نگار نے تصوف کے چند اصولوں سے بحث کرتے ہوئے مندرجہ ذیل صوفی شعرا کا ذکر کیا ہے۔ میر، میر درد، غالب، آتش، آسی غازیپوری اور اصغر۔ بقول مضمون نگار "انسان کی عظمت کا احساس، عرفانِ نفس اور کائنات کے روحانی پہلو کا احساس" یہ سب باتیں غزل میں تصوف کے ذریعہ آئی ہیں۔ اقبال نے اجتماعی زندگی، فلسفۂ تاریخ اور خلقت کے ارتقا پر تصوف کی روشنی ڈالی۔ آگے چل کر غزل کے مستقبل سے بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا کہ غزل کی چاہت، اس کا اختصار، اس کی نغمگی اور اس کی مرکزیت غزل کے روشن مستقبل کی خبر دیتے ہیں۔

۱۵۷۔ صلاح الدین۔ احمد! شمس آغا۔ ایک ٹوٹا ہوا تارہ (ادبی دنیا۔ ۵ مارچ ۹-۱۹)

شمس آغا افسانے کے آسمان پر ایک شہاب ثاقب کی طرح نمودار ہوئے اور بجلی کی تیزی کے ساتھ اوج ثریا پر پہنچ کر یکایک غائب ہو گئے۔ اس جواں مرگ افسانہ نگار کا پہلا افسانہ "خواب" اور آخری "دل نادان" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ شمس ایک پر خلوص فنکار تھے۔ ان کا فن ان کی زندگی کا ضمنی نتیجہ ———— اور ان کی شخصیت کا ایک ادنیٰ آئینہ بردار ہے۔

۱۵۸۔ یونس۔ احمر۔ قاضی نذر الاسلام۔ بنگال کا باغی شاعر (شاہراہ۔ ۵ (نمبر ۶) ۹-۲۶)

علم و ادب، شعر و نغمہ اور سیاسی جدوجہد کے اعتبار سے بنگال ہندوستان کے دیگر صوبوں کی نسبت ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ اس نے بنکم چٹرجی، مائیکل مدھو سودن، سرت چندر چٹرجی، ٹیگور اور قاضی نذر الاسلام جیسے کاملانِ فن پیدا کیے۔ قاضی نذر الاسلام کی شاعری میں کسی نظریے کا فقدان نہیں، بلکہ یوں کہیے کہ مارکسی بنیاد ہی سے انھوں نے اپنی شاعری کی ابتدا کی۔ انھوں نے پہلی جنگ عظیم میں سپاہی کی حیثیت سے حصہ لیا۔ خاتمۂ جنگ [illegible] ہندوستان

آسکے لیکن اپنے سینہ میں دبی ہوئی آگ لے کر اور اپنی باغیانہ
نظموں کے باعث جیل بھی گئے یہ باغی شاعر ادب جدید کا
پیغمبر ہے۔

۱۵۹۔ مہندر ناتھ۔ جنوب کا ساتھی (جاوید ۵ (۸) ۱۱۳-۱۱۸)

ترقی پسندوں کی بھیونڈی میں ۲۸ مئی ۱۹۴۹ء کو ہونے والی
کانفرنس کی روداد بھاسکر راؤ، رام بلاس شرما، کرشن چندر
ڈاکٹر آنند، ڈاکٹر عبدالعلیم، عصمت چغتائی، راجندر سنگھ
بیدی اور کیفی اعظمی کی تقریروں کا ذکر۔

۱۶۰۔ عبداللہ ملک۔ ادیب اور محنت کش طبقہ (جاوید ۵
(نمبر ۸) ۱۴-۱۷)

تمام ترقی پسند ادیب نظری طور پر اس کے قائل ہیں کہ سماج
کو بدلنے اور انقلاب پیدا کرنے کے لیے مزدور طبقہ کی رہنمائی
ضروری ہے اور ترقی پسند ادب وہی ہو سکتا ہے جو اس فریضہ
کو پورا کرنے میں مدد دے۔ ترقی پسند ادیبوں کے لیے صرف
فکری تبدیلی ہی ضروری نہیں بلکہ عملی تبدیلی بھی ضروری ہے
تاکہ ادب میں گہرائی پیدا ہو۔

۱۶۱۔ تنظیر۔ اصغر حسین۔ اردو غزل کا ارتقا (ادبی دنیا ۵
مارچ ۱۲۲-۱۲۴)

مرزا غالب، مومن، الٰہی بخش خاں معروف، حکیم آغا جان
عیش، عبداللہ خاں اوج، میر نظام الدین ممنون، مفتی
صدر الدین آزردہ اور نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کے مختصر
حالاتِ زندگی، نمونۂ کلام اور ان کی ادبی خدمات (پہلے سے
جاری)

۱۶۲۔ احتشام حسین۔ تنقید کے ایک نئے نقطۂ نظر کی ضرورت
(نگار ۵ جنوری فروری ۱۱۸-۱۳۱)

تنقید کا وجود علمی دنیا میں ایک فن کی حیثیت سے بہت
قدیم ہے جو سماجی ضرورتوں اور تقاضوں کے لحاظ سے
بدلتا ہے۔ آج کے تقاضوں کی روشنی میں تنقید کے ایک جدید
نقطۂ نظر کی ضرورت ہے جس کے مبادیات مضمون ہذا میں پیش
کرنے کی کوشش کی گئی ہے نقاد کو تمام فطری اور سماجی علوم،
انسانی تمدن کی تاریخ زبان کی پیدائش و نشوونما کی تاریخ کا
مطالعہ کیے بغیر تنقید کے میدان میں قدم نہ رکھنا چاہیئے۔

۱۶۳۔ مجنوں گورکھپوری: فانی۔ (نگار، ۵ جنوری فروری ۱۳۲
-۱۴۸)

فانی کی شاعری ایک انفرادی کردار رکھتی ہے۔ اگر وہ نثر
لکھتے ہوتے تو زمانہ اور ماحول کے میلانات اور اثرات ان
کی تحریروں میں زیادہ وضاحت اور قطعیت کے ساتھ نمایاں
ہوتے یا اگر وہ مسلسل نظموں میں اپنے افکار پیش کرتے تو ان کے
کلام میں اپنے دور کی علامتیں منعکس ہوتیں۔ ان کی شاعری میر
اور غالب کا ایک کامیاب امتزاج ہے۔ ان کے یہاں موت
ایک حقیقت ہے اور غم ایک قوت۔ فانی کی شاعری نے
ہماری اجتماعی زندگی کو کوئی ایجابی فائدہ نہیں پہنچایا۔ لیکن
سلبی فائدہ ضرور پہونچایا۔ وہ قنوطی شاعر نہیں تھے۔ اور
نہ ہی گورستانی مدرسہ کے شاعر تھے۔

۱۶۴۔ آل احمد سرور۔ لکھنؤ اور اردو ادب (نگار، ۵ جنوری
فروری ۱۵۷-۱۶۹)

دہلی میں اردو شاعری محض دربار کی رونق نہیں تھی لیکن
لکھنؤ آ کر وہ دربار سے وابستہ ہوگئی۔ اسی لیے تصوف اس
سرزمین میں پھل پھول نہ سکا، علمی رنگ اور حکیمانہ نظر کو زیادہ
ترقی نہیں ہوئی۔ مذہبی جذبہ میں رسمی انداز تھا۔ لکھنؤ کی فضا
میں میر کی عشقیہ شاعری جرأت کی معاملہ بندی میں تبدیل ہوگئی
مصحفی انشا اور جرأت کے ساتھ ہوگئے۔ ہوس پرستی کے
جذبات ابھر آئے۔ ریختی ایجاد ہوئی ناسخ جیسا پرستارِ فن
پیدا ہوا۔ انھیں نے مرثیہ نگاری کے ذریعہ جہاں مذہبی فریضہ
ادا کیا وہاں ادبی فریضے کو بھی نہیں بھولے۔ مثنوی زہرِ عشق
لکھی گئی جو لکھنؤ کی بہترین مثنوی ہے اس کے بعد مضمون نگار نے لکھنؤ
کے نثری سرمایہ کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے بتایا ہے کہ لکھنؤ کے
نثر کی لٹریچر میں ابدی دلکشی نہیں اور مزاحیہ لٹریچر میں رعایت
لفظی بہت زیادہ ہے۔

۱۶۵۔ خلیل الرحمٰن اعظمی۔ آتش کی عشقیہ شاعری (نگار ۵

جنوری، فروری ۵۰ (۱۴۳—۱۸۳)

اردو کے بڑے بڑے شاعروں کی عشقیہ شاعری میں محبت صرف ایک ہی رنگ میں نظر آتی ہے اس کے برخلاف آتش کی شاعری میں محبت کی ان کیفیتوں کے ساتھ جب انسان شدت کے ساتھ رنج و غم کو محسوس کرتا ہے وہ چیزیں بھی ملیں گی جن میں محبت انسان کے ایک فطری تقاضے کے طور پر دکھائی گئی ہے۔ ان کا عشق ایک نارمل انسان کا عشق ہے۔ آتش کی جمالیاتی شاعری میں محبوب کے جسم کے متعلق جو خیالات ہیں وہ ممکن ہے مبالغہ آمیز معلوم ہوں پھر بھی ان کا محبوب عجیب و غریب ہیولے کی شکل اختیار نہیں کرتا۔ ان کی بعض غزلیں حسرت موہانی کی مسلسل غزلوں کی یاد دلاتی ہیں۔ اردو کی عشقیہ شاعری کو تنگ دائرہ سے نکالنے اور فارسی تقلید سے آزاد کرانے میں آتش کا بڑا حصہ ہے۔

آرٹ (علوم و فنون)

(آثار قدیمہ، تعمیرات، علم کتبات، علم سکوکات
فنون صغیرہ، مصوری، موسیقی)

۱۶۶۔ منصب جنگ۔ پرانا حیدرآباد (ہندستانی ۵ مارچ ۱۴۳) محمد قلی قطب شاہ نے (۱۵۸۱ء—۱۶۱۲ء) بھاگ متی یعنی حیدر محل کیلئے ۱۰۰۰ھ میں ایک شہر آباد کیا جو بعد میں حیدرآباد کے نام سے مشہور ہو گیا۔ چارمینار، عالی خانہ، داد محل وغیرہ شاندار عمارتیں تھیں۔ قدیم حیدرآباد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قطب شاہیوں نے ثقافت دکن کی بنیاد رکھی اور ہندو مسلم کلچر کو شیر و شکر کی طرح ملایا جس سے ایک نئی تہذیب کا ارتقا ہوا جو آج بھی حیدرآباد دکن کی خصوصیات ہیں۔

۱۶۷۔ داؤد رہبر۔ کچھ راگ رنگ کی باتیں (ادبی دنیا ۵ مارچ ۲۱—۵۵)

ارتجال، سرملاپ، راگ راگنیوں کے موسم اور اوقات، متداول راگنیوں، تالوں اور پیشہ ور اہل فن کے متعلق اظہار خیال کیا گیا ہے اور آخر میں موسیقی کی ترقی کے لیے چند تجویزیں پیش کی ہیں۔

۱۶۸۔ چغتائی، عبدالرحمن۔ مغل حسن تعمیر۔ (جایوں سالگرہ نمبر ۵۰۔ ۲۱—۲۲)

مغل فن برائے زندگی کے قائل تھے۔ انھوں نے اپنی تعمیرات میں نسلی امتیاز، ذوقی نظر اور برتری کا ثبوت دیا۔ دیوان عام، مسجدیں، درس گاہیں، شفاخانے، یتیم خانے اور سرائیں ان کی عوام دوستی کی شاہد ہیں۔

۱۶۹۔ رہبر، داؤد۔ ہمارے وقت کی گائیکی (ادبی دنیا ۵۰ فروری ۹—۱۶)

مہاراشٹر، بنگال، آگرہ، گوالیر، اور پنجاب میں اس وقت موسیقی کے جو مکتب ہیں ان کا تذکرہ۔ مضمون میں ہر جگہ کے مشہور گائکوں کی خصوصیات ان کے مرغوب راگ اور سط گیتوں اور ان کے ارشد تلامذہ کا بیان کیا ہے۔ کاملان فن کے لحاظ سے جنوب کے استاد عبدالکریم اور شمال کے استاد فیاض خاں خاص اہمیت کے مالک ہیں۔

۱۷۰۔ ندوی، ابوالجلال۔ تاریخ یمن کی ایک سطر (معارف ۵۰ مارچ ۲۱۶—۲۲۲)

حصن غراب کے تین کتبات مضمون نگار نے شائع کیے تھے مضمون ہذا میں ان میں سے ایک کی "صحیح قرأت" اور اس کا ترجمہ اور تشریح کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ کتبہ کا موضوع قرآن مجید میں ذکر شدہ سیل عرم کے قصہ کے ساتھ ہے یہ سیلاب عمرو بن عامر عرف مزیقیا کے عہد میں آیا تھا۔

۱۷۱۔ نوشاد علی۔ فلمی موسیقی (ایشیا ۵۰ جنوری ۷—۸)

فلمی موسیقی بہت مقبول ہے۔ اس کی وجہ اس کا اختصار اور مٹھاس، سادگی اور تنوع ہے۔ اس کے عناصر ترکیبی تال، دھنیں، سازوں کی ترتیب اور بیک گراؤنڈ میوزک ہے۔

۱۷۲۔ ہاشمی، محمد عبدالعلیم۔ فارسی ادب میں ڈرامہ (ماہ نو ۵۰ مارچ ۳۳—۳۸)

یونانی تمثیلوں کا ابتدا میں بطور پس منظر ذکر کیا ہے۔ اور

نقالوں نے فارسی ڈرامہ پر کیا اثر ڈالا اس کا تذکرہ کیا ہے۔ بعد میں ان کمپنیوں اور اداکاروں کا مختصر ذکر ہے جن کے ذریعہ فارسی ڈرامہ پروان چڑھا۔

اقتصادیات

(عمومی اقتصادیات، مالیات، تجارت، زراعت، طبیعی ذرائع، مزدوروں کے حالات، بار برداری، مواصلات)

۱۷۳۔ قریشی مظفر الدین۔ مغربی پنجاب کی صنعتی ترقی (ادارۂ نو۔ ۵ جنوری ۵۲ – ۵۸)

مغربی پنجاب کی سب سے بڑی صنعت زراعت ہے، لیکن اور ملکوں کے مقابلے میں یہ بہت پیچھے ہے اس لیے اسے ابھی ترقی دینے کی ضرورت ہے مگر اس کی ترقی دوسری صنعتوں کی ترقی کے طفیل ہی ہو سکتی ہے۔ اس لیے پاکستان میں دوسری صنعتوں کو چاہے وہ انجینئری ہوں یا کیمیائی ان کے قیام کی اشد ضرورت ہے۔

۱۷۴۔ غلام ارتضیٰ۔ پاکستانی سرمایہ کا شرمیلا پن (معاشیات ۵۔ جنوری ۱۳ – ۱۸)

ضرورت زندگی سے جو رقم بچ رہتی ہے اسے سرمایہ کہتے ہیں۔ پس اندازی انسان میں آہستہ آہستہ پیدا ہوئی۔ اس کی تحصیل ملک و قوم اور رسوم پر منحصر ہے۔ دوسرے اس کے لیے سیاسی اور معاشی اطمینان کی ضرورت ہے۔ اس کے صرف کے لیے ہر طرح کی سہولتیں چاہئیں حکومت پاکستان اس امر کو خیال ہے تقسیم سے پہلے ہندستان میں سیاسی اور عسکری مصلحتوں کے سبب صنعت کو فروغ نہیں دیا گیا تقسیم کے بعد ہندستان میں بیشتر کارخانے رہ گئے تاہم حکومت کی کوششوں سے پاکستانی سرمایہ کا شرمیلا پن جاتا رہے گا اور بیرونی قومی آمدنی کی شکایات کے باوجود رفتہ رفتہ پاکستان کو صنعتی طور پر کامیاب و کامران بنا دے گا۔

۱۷۵۔ ل۔ احمد۔ سرمایہ داری و سوشلزم کی اقتصادی پالیسی (نئی زندگی ۵۔ فروری ۴۲ – ۴۳)

سرمایہ داری و سوشلزم کی اقتصادی پالیسی بالکل الگ الگ ہوتی ہے۔ سرمایہ داری لوٹ کھسوٹ نفع خوری اور پس ماندہ ممالک کو منڈیاں اور اقتصادی طور پر محکوم و پابند بنائے رکھتی ہے لیکن سوشلزم کی اقتصادی پالیسی کی بنیاد بھائی چارہ اور امداد باہمی پر ہوتی ہے۔

۱۷۶۔ سبزواری۔ محمد احمد۔ اسلامی معاشی کانفرنس (معاشیات ۵۔ جنوری ۴۰ – ۵۹)

لیاقت علی خاں کی تقریر کا خلاصہ اور غلام محمد وزیر مالیات کی تقریر کا بڑا حصہ دیا گیا ہے جس میں اسلامی نقطۂ نظر سے معاشیات و اقتصادیات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کانفرنس کا مقصد اسلامی ممالک کی معاشی آزادی ہے۔ اسلامی کو ایک دوسرے کے ساتھ قطعی اشتراک کرنا چاہیے اور دوسرے کو ہر طرح کی سہولتیں بہم پہونچانی چاہئیں۔ اس سلسلہ میں یہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ دستوری کمیٹی۔ بنکاری اور مالیاتی کمیٹی۔ صنعتی ترقی کی کمیٹی۔ سفری سہولتیں پہونچانے والی کمیٹی۔ تجارتی کمیٹی۔ فنی اور تعلیمی کمیٹی۔ کمیٹی مزدوران۔ زمینوں کی جانچ پڑتال کرنے والی کمیٹی۔ زراعتی اور زرعی اصلاحات کی کمیٹی۔ نقل و حمل اور آمد و رفت والی کمیٹی۔ ایک مجلس بین الاقوامی اسلامی وفاقی ایوان تجارت۔

۱۷۷۔ ابن خلدون۔ دنیا میں غذا کی قلت (معاشیات ۵۔ جنوری ۲۷ – ۳۳)

جنگ کی ہولناکیوں سے سوائے امریکہ کے تقریباً تمام ملک متاثر ہوئے ہیں۔ اور ان کا مجموعی اثر زراعتی پیداوار پر پڑا ہے۔ سیاسیات و معاشیات کا چونکہ چولی دامن کا ساتھ ہے اس لیے مصلحتاً زراعتی پیداوار کی افزائش کے لیے وسیلے آلات مہیا نہیں کیے جا رہے ہیں امریکہ مارشل امداد کے ذریعہ اوروں کی مدد نہیں کر رہا ہے بلکہ پیداوار کو مستحکم اور نئی نئی منڈیاں حاصل کر رہا ہے۔ اگر امریکہ و برطانیہ دوسرے ملکوں کی ترقی پسند تحریکوں کو بروئے کار ہونے دیں تو پس ماندہ ممالک جلد ہی سنبھل جائیں اور دنیا کی بہتری میں مدد ہو سکیں۔

۱۷۸۔ محمد احسن ۔ معاشیات کا عملی پہلو (معاشیات ۔ ۵ جنوری ۱۹ ۔ ۲۲)

معاشیات ہماری روزمرہ کی زندگی میں دخیل ہے لیکن ابھی ہم پورے طور پر اس سے واقف نہیں ہیں۔ حالاں کہ اس کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ فرد، قوم اور ملک کی آزادی و بہتری کی اساس اس کے بہتر استعمال پر ہے جس کی صورت تقسیم کار اور مہارت و تنظیم ہی کے روپ میں ظاہر ہوتی ہے۔ غرض معاشیات معمولی چیز نہیں بلکہ قوموں کی قسمت کا فیصلہ ملک کی سیاسی، تمدنی، سماجی اور دماغی حالات کی بہتری ان سب کا انحصار معاشی مسائل کے صحیح حل پر مبنی ہے۔ اس لیے اس کے حسن و قبح کی جانچ پڑتال ضروری ہے تاکہ خرابیوں کو دور کر دیا جائے۔

۱۷۹۔ انصاری انور سعید ۔ معاشی منصوبہ بندی (معاشیات ۔ ۵ مارچ ۲۲ ۔ ۳۰)

منصوبہ بندی انفرادی اور اجتماعی دونوں زندگیوں میں دخیل ہے۔ اور قدیم سے چلی آتی ہے۔ آج کل اس کا اثر ترقی یافتہ اور پس ماندہ دونوں ہی طرح کے ملکوں میں پایا جاتا ہے۔ خاص کر اسلامی ممالک میں۔ پچھلی جنگ عظیم نے چھوٹے بڑے سبھی ملکوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ روس اور امریکہ ہی اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب رہے ہیں۔ ۱۹۲۹ء کی عالمی کساد بازاری نے دنیا کی آنکھیں کھولیں چنانچہ منصوبہ بندی پر تیزی سے عمل ہو رہا ہے۔ یہ کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس کی تعریف مختلف لوگوں نے مختلف طریقہ پر کی ہے لیکن معاشی منصوبہ بندی۔ ضرورت وسائل، تنظیم اور وقت کی پابندی کا نام ہے۔

۱۸۰۔ س ۔ کم قدری اور اس کے بعد (معاشیات ۔ ۵ مارچ ۵ ۔ ۲۱)

۱۸ ستمبر ۱۹۴۹ء کو برطانیہ نے ڈالر کے مقابلے میں اپنے پونڈ اسٹرلنگ کی قدر گھٹا دی۔ دولت مشترکہ کے دوسرے ممالک نے بھی کمی بیشی سے اپنے سکہ کی قدر کم کر دی۔ البتہ پاکستان نے پچھلی قدر باقی رکھی۔ اس سے ہندستان و پاکستان کی آپسی درآمد برآمد کی اشیا پر زبردست اثر پڑا جس کی دھمک معاشی زندگی نے محسوس کی۔ لیکن یہ اثر وقتی ہے کچھ سال حالات بدل جائیں گے تجارتی تعطل دور ہو جانے پر تجارتی میزانیہ ہندستان کے حق میں ہو سکتا ہے۔

۱۸۱۔ صدیقی ۔ جمیل احمد ۔ گھریلو صنعتوں کا مستقبل (آج کل ۔ ۵ مارچ ۴۲ ۔ ۴۵)

ہماری گھریلو صنعتیں تسلی بخش نہیں ہیں، اقتصادی مشکلات پر عبور حاصل کرنے کے لیے ان کا ترقی کرنا ضروری ہے، ہندستان میں اس کا مستقبل زیادہ امید افزا ہے۔ ان صنعتوں کو باہر کے ملکوں میں مقبول بنانے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ گھریلو مصنوعات کی ایک معیاریت باہر کے ملکوں میں بدیسی خریداروں کی ضروریات کا اندازہ لگانے کے لیے ایک انجمن کا قیام، خاص تقریبوں میں گھریلو مصنوعات کی نمائش صنعتی تعلیم گاہوں میں میوزیم کا قیام وغیرہ۔

۱۸۲۔ احمد عبدالرشید ۔ بے روزگاری کے مسائل (معاشیات ۔ ۵ فروری ۵۰ ۔ ۵۶)

پاکستان میں پھیلی ہوئی بے روزگاری، اور اس سے متعلقہ مسائل کو حل کرنے کے سلسلہ میں جو کوششیں ہو رہی ہیں ان کا جائزہ۔

۱۸۳۔ اداریہ ۔ مہاجرین کی مالی امداد (معاشیات ۔ ۵ فروری ۲ ۔ ۲۵)

پاکستان ری ہیبلیٹیشن فائننس کارپوریشن کی ان خدمات کا تفصیلی ذکر جو اس نے مہاجرین کی آبادکاری کے سلسلہ میں انجام دی ہیں۔

۱۸۴۔ انور سعید ۔ برطانیہ اور پونڈ کی "تقلیل قدر" (چراغ راہ ۵ فروری ۲۶ ۔ ۳۲)

جنگ سے پہلے جو ممالک ضرورت کے سامان اور رسد کو مہیا کرتے تھے ان میں سے صرف امریکہ ہی اپنی پہلی حیثیت کو برقرار رکھ سکا ہے۔ اس لیے معاشی اور اقتصادی مصائب سے بچنے کے لیے جن ملکوں نے مارشل ایڈ اور بعد

رزان تقلیل قدر میں پناہ ڈھونڈھی۔ ان میں برطانیہ بھی ہے لیکن اب اس کے اثرات سے بچاؤ کی صورت نظر نہیں آتی۔ ہمیں لامحالہ "اپنی تہذیب" کے ہاتھوں ختم ہونا پڑے گا یا اشتراکیت کی بھینٹ چڑھنا یا پھر اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہونا پڑے گا۔ ورنہ فلاح ناممکن ہے۔

۱۸۵۔ پی۔ ہو نیگٹ بھوار یڈی۔ ہندستان اور پاکستان کا اقتصادی پہلو (ہندستانی ادب۔ ۵ فروری ۳۸۔)

تقسیم کے بعد ہندستان دو حصوں میں بٹ گیا۔ ہندستان اور پاکستان۔ دونوں اپنی آزادی کو برقرار رکھتے ہوئے ہیں تو می تجارت کے اصول کو ٹھکرا کر خود مکتفی ہونے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں اور نقصان اٹھا رہے ہیں۔

۱۸۶۔ ت۔ م۔ خ۔ سیاہ سونا (معاشیات۔ ۵ فروری ۲۷-۲۹)

مضمون ہٰذا میں کوئلے کے گوناگوں فوائد و استعمال کے ساتھ ساتھ اس صورتِ حال کا جائزہ لیا گیا ہے جو ہندستان کے کوئلہ نہ بھیجنے کے فیصلہ کی وجہ سے پاکستان میں پیدا ہوئی ہے اور ان مشکلات کا حل بھی تجویز کیا گیا ہے جو اس صورت حال کا نتیجہ ہے۔

۱۸۷۔ ت۔ م۔ خ۔ محصولِ فروخت کا معاشی تجزیہ (معاشیات ۵۰ فروری ۵-۱۰)

محصولِ فروخت کی تعریف، درجہ بندی، توسیع اور تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان بعض اشیا اور خدمات کا ذکر ہے جنھیں مذکورہ محصول سے مخصوص حالات میں عام طور پر مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔ آخر میں اس محصول کو قوانین محصول کی کسوٹی پر پرکھا گیا ہے۔

۱۸۸۔ خان۔ یحییٰ محمد سلام اللہ۔ صنعتی امن (معاشیات۔ ۵ جنوری ۵-۱۲)

صنعتی انقلاب کی تہہ میں ایک فلسفیانہ تحریک پائی جاتی تھی جس کا نام انفرادیت تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملکیت برائے نام رہ گئی۔ اس مضمون میں صنعتی جھگڑوں کے اسباب اور ان کے روک تھام سے بحث کی ہے۔ مضمون نگار کے نزدیک ان جھگڑوں کی تہہ میں موجودہ تمدن کی بنیادیں ہیں۔ مثلاً عقلیت پسندی افادیت پسندی اور خارجیت پسندی۔

۱۸۹۔ زاہد حسن۔ پاکستانی ریلیں (معاشیات۔ ۵ مارچ ۶-۱۵)

پاکستان میں این۔ ڈبلیو۔ آر اور اے۔ بی مشہور ریلیں چلتی ہیں۔ ان ریلوں کے متعلق مفصل معلومات اس مضمون میں دی گئیں۔ اور ان کی ترقی کے امکانات کو بیان کیا ہے۔ پاکستان میں کتنے ہزار میل کی ریلیں ہیں۔ ان میں کتنے ڈبے ہیں۔ کتنے انجن ہیں۔ کتنا کوئلہ درکار ہے وغیرہ وغیرہ موضوعات پر بحث ہے۔

۱۹۰۔ سلطان الارشد۔ فصلوں کا بدترین دشمن (جھینگر) (معاشیات۔ ۵ فروری ۳۰-۳۴)

جھینگر کے سدباب کے لیے جو تدبیریں حکومت پاکستان کے محکمۂ پلانٹ پروٹیکشن نے سندھ اور بلوچستان کے زراعتی محکموں کے تعاون سے اختیار کیں ان کا ذکر۔

۱۹۱۔ سعیدالدین احمد۔ پاکستان میں گھریلو صنعتوں کی ترویج۔ (ماہِ نو۔ ۵ فروری ۵۸-۵۹ و ۶۵)

جو کام بغیر بڑے سرمائے اور کارخانے کے گھر، گاؤں یا چھوٹے اڈے پر ہو وہ گھریلو صنعت ہے۔ جو دستکاری زراعتی یا غیر زراعتی خام مواد سے کی جائے اسے گھریلو دستکاری کہا جا سکتا ہے۔ پاکستان ایک زراعتی ملک ہے اور اس کے باشندے چونکہ سائنسی طریقۂ پیداوار سے ناواقف ہیں اس لیے وہ غریب ہیں۔ گھریلو صنعت کے رواج سے ان کی غربت اور کم معیارِ زندگی بلند ہو سکتی ہے کیونکہ روزانہ کی بدیسی مصنوعات پر جو روپیہ صرف ہوتا ہے وہ اسی ملک میں رہے گا۔ اس لیے حکومت کو ایسے ادارے کھولنے چاہئیں جن میں عوام ان صنعتوں کو سیکھ سکیں۔

۱۹۲۔ عزمی۔ سید الیاس۔ بین الملکی تجارت کی چند اہم فنی اصطلاحات (معاشیات ۳۴-۳۹)

بین الملکی تجارت کی بعض اہم اصطلاحوں کی تشریح۔ مثلاً بائی لے ٹے رسے لزم۔ کن ورٹی بی لی ٹی۔ بلوکڈ ——

ڈیسی کریمی نیشن۔

۱۹۳۔ فاروقی ۔ اقبال احمد ۔ گھریلو صنعتیں (عصمت ۔ فروری ۸۱-۸۳)

پارچہ بافی سوتی پیچک اور گوٹے کا کام، بان اور شتل وغیرہ بنانے کا کام، لکڑی کے کھلونے، اونی پارچہ بافی وغیرہ صنعتوں کا بیان جو چھوٹے پیمانے پر جاری کی جا سکتی ہیں۔

۱۹۴۔ قریشی ۔ انور ۔ روسی کسان اور کان کن (معاشیات ۔ فروری ۱۱-۱۹)

روس کے جغرافیائی حالات کے ساتھ ساتھ، روسی کسان اور کان کن سے متعلق انگریزی سیاح میگر دنیسن کے تاثرات پیش کیے گئے ہیں اور زمانہ زار اور اس کے بعد کی زندگی کا مقابلہ کیا گیا ہے۔

۱۹۵۔ گمنام ۔ معاشی کوائف ۔ (معاشیات ۔ فروری ۵۷-۵۹)

کراچی کا صرافہ بازار، ڈاک کے ذریعہ نوٹوں اور سکوں کی ممانعت سے متعلق حکومتِ پاکستان کا اعلان، قانون وراثت ریلوں کی آمدنی، کوئلہ، بیت المقدس، لیبیا، رائل اکنامک سوسائٹی (لندن) یورپ میں مارشل امداد، حکومتِ ہند کے سنٹرل سکریٹریٹ کا عملہ، دنیا کے چند اہم اعداد و شمار، پٹرول کی عالمی پیداوار وغیرہ عنوانات کے تحت خبریں۔

۱۹۶۔ محمد عزیز ۔ تخفیف قدر (کارواں بہار ص ۱۲-۱۵)

مضمون ہذا میں تخفیف قدر اور تقلیلِ زر کی تشریح کی گئی ہے اور تخفیف قدر کے فوائد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

معاشرتی حالات

(عمومی معاشرتی حالات، تعلیم، آبادی، نسلیات، علم الادویہ، صحت عامہ، قانون)

۱۹۷۔ حسنین کاظمی ۔ ماہی گیری، مشرقی بنگال میں (ماہ نو ۔ جنوری ۳۸-۴۰ ص)

ماہی گیری مشرقی بنگال کا محبوب پیشہ بھی ہے اور بہتوں کا عزیز مشغلہ بھی۔ مشرقی بنگال میں تالاب اور نہروں کی کثرت ہے اور متعدد قسم کی لذیذ مچھلیاں ملتی ہیں جو مختلف قسم کے جالوں سے پکڑی جاتی ہیں۔ کچھ تو خود اپنے جال بناتے ہیں کچھ مول لیتے ہیں۔ اگر مچھلیوں کی باقاعدہ دیکھ بھال کی جائے اور سائنٹیفک طریقے برتے جائیں تو غذا کی کمی کو بہت حد تک دور کیا جا سکتا ہے۔

۱۹۸۔ پ ۔ ا ۔ نسلی امتیاز (ہندوستانی ۔ ۵ مارچ ۱۸-۲۰)

بنی نوع انسان کئی نسلوں پر مشتمل ہے۔ ان کی پہچان مخصوص جسمانی ساخت ہے۔ نسلی فرق کی ایک بہت بڑی وجہ قدرتی ماحول اور جغرافیائی کیفیت ہے نسلی خاصیتیں دماغی نشوونما پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ فائدہ اٹھانے والے ہی نسلی برتری و کمتری کا سوال پیدا کرتے ہیں۔ سماج کے حکمراں طبقے کے بعد فسطائیت نے نسلی امتیاز کو نظام حکومت کی شکل دیدی۔ فسطائیت کی "روایتوں" کو امریکہ نے اپنایا ہے جس میں حبشیوں پر طرح طرح کی پابندیاں عائد ہیں اور مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ وہاں کی کمیونسٹ پارٹی اس کے خلاف باقاعدہ لڑ رہی ہے۔ روس اور اس کی ہم نوا جمہوریتیں اس لعنت کو ختم کرنے میں پیش پیش ہیں۔

۱۹۹۔ تیموری ۔ مسرت ۔ پاکستان میں نرسنگ (ماہ نو ۔ جنوری ۵۰ء)

صحت کے اداروں کے لیے ڈاکٹروں کی طرح نرسوں کی بھی ضرورت ہے۔ پاکستان میں ڈاکٹروں کے مقابلہ میں نرسوں کی بڑی قلت ہے۔ تقسیم سے پہلے ہندوستانی حکومت نے ایک کمیٹی نرسوں کی ضروری تعداد معلوم کرنے کے لیے مقرر کی تھی اس کی رو سے پاکستان میں ایک لاکھ ستر ہزار نرسوں کی ضرورت ہے۔ حالانکہ اس وقت ان کی تعداد پانچ سو ہے جس میں ہندو، عیسائی، مسلمان غرض سبھی ہیں۔ مسلمان نرسیں پردے وغیرہ کے سبب بہت کم ہیں۔ اب جھوٹی شرم و رواجات کو دور کیا جا رہا ہے اور حکومت سہولتیں بھی بہم پہنچا رہی ہے۔ اس لیے امید ہے کہ آئندہ نرسیں زیادہ مل سکیں گی۔

۲۰۰۔ آئین اسلام ۔ "ڈر" عورت ۔ نفسیاتی امراض اور

شراب نوشی (چراغ راہ، ۵۵ فروری ۳۳-۳۷)

دوسرے ملکوں کی تقلید میں اپنے ہاں کی عورتوں کو مساوی حقوق اور آزادی دینا درست نہیں۔ امریکہ میں اس آزادی نے ہلاکت آفریں اثر پیدا کیا ہے۔ اور پھر جذباتی ہیجان سے لبریز ماحول، دو عظیم و خونناک جنگوں اور ان کے بعد تباہ کن، اقتصادی بحران نے عورت کی جنسی صیانت اور روحی طمانیت کو ختم کر دیا ہے۔

۲۰۱- ایم۔ آر۔ ایس۔ سوویت یونین میں عورتوں کے مساوی حقوق (ہندستانی ادب، ۵۵ جنوری ۲۹-۳۱)

سرمایہ دار ملکوں کے برخلاف سوویت یونین میں عورتوں کو نہ صرف قانونی بلکہ عملی طور پر بھی مساوی حقوق حاصل ہیں اور وہاں عورت اور ماں کا مرتبہ خاص طور پر بہت ہی بلند ہے۔

۲۰۲- خالد نذر محمد۔ اشتراکیت اور مذہب و اخلاق۔ خاندان (چراغ راہ، ۵۵ فروری ۲۱-۲۵)

ایک قوم کی ابتدائی تربیت گاہ ماں باپ کی گود اور گھر کی پرسکون فضا ہوا کرتی ہے۔ اس طرح "خاندان" میں خدا نے انسان کو ایک نعمت دی ہے جس کا بدل کسی قیمت پر ممکن نہیں ہے۔ لیکن اشتراکی نظام میں اس قسم کی کوئی شے نہیں بلکہ سارے قیود اور بندھن جو مذہب و اخلاق کی طرف سے انسانی معاشرہ پر وارد ہوتے ہیں، توڑ دیے جاتے ہیں۔

۲۰۳- ثناء اللہ، اسد اللہ۔ مسئلہ ازدواج (نگار، ۵۵ مارچ ۲۱-۲۴)۔ موجودہ زمانہ میں ازدواج کی دو قسمیں رائج ہیں (۱) ازدواج معاشقہ (۲) ازدواج مروجہ۔ موخرالذکر قسم جس میں والدین شادی کا معاملہ طے کرتے ہیں اول الذکر سے بدرجہا بہتر ہے اس لیے کہ تجربہ کار والدین کی رائے صائب اور غیر جذباتی ہوا کرتی ہے۔

۲۰۴- داؤد۔ جنوبی افریقہ میں نسلی امتیازی زندگی (۵۵ جنوری ۳۳-۳۷) جنوبی افریقہ میں بیس فیصدی گورے بستے ہیں جو ظلم و جبر، اور نسل و امتیاز کی بنا پر وہاں کے اسی فیصدی کالے لوگوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ جنوبی افریقہ ایک نیم نوآباد ملک ہے۔ وہاں کے لوگوں کو نام نہاد نمائشی جمہوریت بھی نصیب نہیں نسلی امتیاز کی خلیج بہت ہی وسیع رکھی گئی ہے اور وسعت کو برقرار رکھنے کی سعی کی جاتی ہے۔ عوامی تحریکوں کو پھوٹ، اور قانون کے ذریعہ دبانے کی بھی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔

۲۰۵- علی احمد۔ اچھا معلم (ہندستانی ادب، ۵۵ جنوری ۲۶-۲۸)

اچھے معلم کے لیے علم اور طریقہ تعلیم سے واقفیت نفسیات دانی، فرض کا اعلیٰ احساس وسیع ہمدردی اور وسیع خیالی، عمدہ قوت فیصلہ، سیرت شناسی، پیشہ سے دلچسپی، ضبط نفس تنظیم کی قابلیت مستقل مزاجی اثر آفرینی اور تجربہ کاری بنیادی طور پر ضروری ہیں۔

۲۰۶- گیتی آرا بیگم بشیر احمد۔ ترکی خواتین (ہمایوں سالگرہ نمبر ۵۰ ۲۸-۳۲) ترکی میں عورت کا اسلامی تصور زندہ و برقرار ہے۔ وہاں عورتوں کو مختلف پیشوں اور علوم و فنون کی تربیت دینے والے خاص ادارے ہیں تعلیم، سیاست، ڈاکٹری، انجنیری، وکالت مختصر یہ کہ زندگی کے ہر شعبہ میں عورتیں پیش پیش ہیں۔

۲۰۷- ممتاز حسین۔ انسان اور حیوان (شاہراہ ۵۵ ص ۱۸۹-۲۰۱) آج سرمایہ دارانہ نظام اپنے انحطاط کے اس آخری درجہ پر پہونچ گیا ہے کہ اگر وہ ایک طرف ایٹم اور جراثیمی پلٹن کے ذریعہ پوری انسانیت کو تباہ و برباد کرنے کی دھمکی دے رہا ہے تو دوسری طرف بنی نوع انسان کو اشرف المخلوقات کے درجے سے گرا کر حیوانیت کا رتبہ دے رہا ہے۔

۲۰۸- ندوی۔ حامد اللہ۔ کریمی لائبریری (نوائے ادب ۵۵ جنوری ۳-۹) انجمن اسلام ہائی اسکول کے ہال میں کریمی لائبریری کاٹھیاوار کے ایک مخیر علم دوست کی قائم کردہ ہے۔ بمبئی میں اردو فارسی اور عربی کے جو کتب خانے ہیں ان میں کریمی لائبریری کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ اس لائبریری کا مختصر

خاکہ مضمون ہذا میں کھینچا ہے۔

۲۰۹۔ ندوی، ابوالحسن، قدیم تہذیب کا بحران (سو لوی ۶۹ ربیع الاول ۱۹۔ ۲۰) آج کل بہت سے لوگوں کو قدیم تہذیب کے احیا کا مالیخولیا ہوگیا ہے لیکن اب ان پرانی تہذیبوں میں عصرِ موجودہ میں نہ دنیا کے لیے کوئی پیغام نہ ان کے پاس انسانیت کے مسائل اور مشکلات کا کوئی حل۔ اس لیے اب ان مردہ تہذیبوں کو زندہ کرنا طاقت اور وقت دونوں کی بربادی ہے۔

۲۱۰۔ ہاشمی نصیر الدین، عورتوں کو اقبال کا پیغام (عصمت ۵۰ جنوری، ۲۵۔ ۲۸)

اقبال کے فارسی کلام سے مدد لے کر عورتوں کو اقبال کا پیغام، مرتب کیا گیا ہے۔ اقبال عورت کو مغربی سوسائٹی اور تعلیم سے حذر کرنا بتاتے ہیں۔ کیونکہ وہاں شرم و حیا نہیں اور عورت کو ماں بننے سے عار ہوتا ہے عورت کو دراصل شمع محفل نہیں بلکہ چراغ خانہ بننا چاہیے۔

۲۱۱۔ ہاشمی ــ نصیر الدین۔ علم طب اور مسلمان خواتین۔ (ہمایوں ۵۰ جنوری ۵۹ ــ ۶۴)

مسلمانوں نے طب یونانی کو جو ترقی دی وہ چاردانگ عالم میں مشہور ہے۔ مضمون نگار نے مسلمانوں کی طبی خدمات کو پس منظر کے طور پر بیان کرنے کے بعد چند مسلمان خواتین کا سرسری تذکرہ کیا ہے۔ ان خواتین میں حیدرآباد دکن سے تعلق رکھنے والی خواتین زیادہ ہیں قرون وسطیٰ کی بھی بعض خواتین کا ذکر کیا ہے۔

۲۱۲۔ ہاشمی، عبد القدوس۔ خانقاہی نظام (سائیکولوجی ۵۰ فروری ۱۵ ــ ۸) خانقاہ کا شیخ ایک ماہر نفسیات ہوتا تھا اور اپنے مرید کی تربیت نفسیات کے سنگین و دیرپا اصول پر کیا کرتا تھا۔ خانقاہی زندگی آج کل کاہلی، فرقہ بندی اور خود غرضی کے لیے بدنام ہے لیکن ایک زمانے میں نفسِ انسانی کے لیے بہترین ذریعۂ تربیت ثابت ہوتی رہی ہے۔ خانقاہوں نے اولو العزم ہستیاں پیدا کیں۔ مضمون نگار نے اس خانقاہی نظام کا نفسیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔

سائنس

۲۱۳۔ ا۔ ا۔ و۔ اشالن اور سائنس (ہندستانی ادب ۵۰ جنوری ۱۴۔ ۲۴) سویت سائنس کی نمایاں کامیابیاں اس کی روز افزوں کارگذاریوں، جذبۂ حب الوطنی اور عوام پر فخر نے سویت سائنس کو ایک نئی روشنی نئی جگہ اور نئی اہمیت بخش دی ہے۔

۲۱۴۔ بلگرامی۔ آل مرتضیٰ۔ غذا (عصمت ۵۰ فروری ۸۳۔ ۸۶) مختلف قسم کی غذاؤں کے کیمیاوی اجزا اور ان کی قدریں۔ پروٹین۔ کاربوہائیڈریٹ، فیٹ، حیاتین وغیرہ قوتی اجزا کن کن غذاؤں میں پائے جاتے ہیں ان کا تذکرہ۔

فلسفہ

۲۱۵۔ عباسی سالمی۔ ہمارا نظریہ احسان (عصمت ۵۰ جنوری ۱۲۔ ۱۳، ۱۵) دنیا میں کسی نہ کسی سے مدد لینے یا دینے کی ضرورتیں پہلے بھی پیش آتی تھیں اور اب بھی پیش آتی رہتی ہیں۔ پہلے مواقع بھی کم تھے اور مستحقین بھی۔ اب مستحقین لاتعداد ہیں اور مواقع بھی۔ پہلے کے لوگ احسان مندوں کی عزت اور احترام کا خیال رکھتے تھے لیکن اب نمود و نمائش اور شرما حضوری وغیرہ کی وجہ سے شاید نظریہ احسان ہی بدل گیا۔

۲۱۶۔ مسعود حسین۔ فلسفۂ اقبال پر تنقیدی اشارے (نقوش ۹ ــ ۱۰ / ۱۹۴۹ء ص ۱۱۔ ۱۵) اقبال کے ہاں مذہب، فکر اور فن تینوں کا بڑا اچھا امتزاج ملتا ہے۔ یہ فلسفے کا کمال بھی ہے اور اس کا زوال بھی۔ لیکن اس مضمون کا مقصد اقبال کے فلسفہ کی تنقید نہیں بلکہ اس کے بعض مسائل کو خالص اکادمی فلسفہ کے نقطۂ نظر سے الٹ پلٹ کر دیکھا اور یہاں وہاں بلیغ اشارے کیے ہیں۔

۲۱۷۔ ہاورڈ سلیم۔ فلسفہ کس لیے (شاہراہ ۵۰ء ص ۳۹۔ ۵۳) فلسفہ کا مفہوم مختلف زبانوں میں مختلف رہا ہے

اور سیاسی و سماجی زندگی نے اس کی مختلف صورتیں بھی بدل دیں اور حکمراں طبقے نے اپنے مفاد کے لیے اسے استعمال بھی کیا ہے۔ سائنس اور مذہب کے ہاتھوں میں کھیلا بھی ہے اور جہاں لاک کی کوششوں کے بعد فرانس میں پہلے پہل مادی زندگی کے قریب آیا۔ چنانچہ اب فلسفہ محض نظریہ نہیں بلکہ بہتر زندگی کے تقاضوں کے حقیقی اظہار اور ان کی تکمیل کے لیے ضروری علم کا دوسرا نام ہے۔ (مترجمہ عصمت اللہ)

نفسیات

۲۱۸۔ گلزار احمد۔ آرام اور کام کی رفتار (نفسیات لاہور ۵۰ جنوری ۲۰-۲۵) مزدور اسی صورت میں بہتر کام سرانجام دے سکتا ہے کہ اسے مناسب آرام پہنچایا جائے اور کام کے آسان طریقے بھی عمل میں لائے جائیں تاکہ اسے ہمیشہ کے لیے ذہنی اور جسمانی الجھنوں سے نجات مل سکے۔

۲۱۹۔ داس ونسنٹ، لے، مذاق کے اہم پہلو (نفسیات لاہور ۵۰ جنوری ۱-۱۹) کسی شے کی تسکین حاصل کرنے کا ذریعہ ضرور نکالتی ہے اور مذاق بھی ایک ذریعہ ہے جس سے تسکین حاصل کی جاسکے۔ مطالعہ نے بتایا ہے کہ مذاق صرف مہذب سوسائٹی ہی کا حصہ ہے لیکن سوائے سگمنڈ فرائڈ کے کسی نے گزشتہ زمانے میں سائنسی طریقہ پر مذاق کا مطالعہ نہیں کیا۔

۲۲۰۔ عبید الرحمٰن۔ بچہ قبل بلوغت (نفسیات لاہور ۵۰ جنوری ۱۰-۱۵) بچہ کے کردار پر والدین کی ذہنی اور معاشی زندگی اور ماحول کا اثر پڑتا ہے۔ ذہنی اور جسمانی بلوغت کی نشوونما منفی و مثبت دونوں ہی اس سے اثر پذیر ہوتے ہیں اس لیے سمجھداری اور جائز پیار سے کام لینا چاہیے تجربہ یہی بتاتا ہے۔

۲۲۱۔ اختر رضی۔ اپنا تجزیہ (نفسیات لاہور ۵۰ جنوری ۳۰-۳۷) ذہنی کشمکش لاشعور میں بہت سے واقعات کے یکجا ہو جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ واقعات مل کر ایک نئی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ جب ہم اس صورت کو سمجھنے کی طرف قدم اٹھائیں گے اس سلسلہ میں اس کی بہت سی کڑیوں کے واقعات کو سامنے لے آئیں گے۔ ان کڑیوں اور ان کے باہمی تعلق کو ہم سمجھ لیں گے اور شعور کے روبرو انھیں لاکر سلجھا سکیں گے تو کشمکش دور ہو جائے گی اور ہمیں نجات حاصل ہوگی۔

۲۲۲۔ انصاری۔ رئیس جہاں نیر۔ ماحول کی اہمیت (سائیکولوجی ۵۰ مارچ ۱۱-۱۳) فلسفیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ انسان نیک پیدا ہوتا ہے اور اپنی آئندہ عمر کی تمام تر خصوصیات وہ نیک ہوں یا بد، اپنے گردوپیش سے حاصل کرتا ہے۔ کچھ مختلف الخیال ماہرین کا کہنا ہے کہ بچہ پیدائش کے وقت ہی کچھ خصوصیات لے کر پیدا ہوتا ہے اور بڑھتی عمر کے ساتھ اپنی فطرت کے مطابق ماحول سے اثر لیتا ہے۔ دونوں مکتبوں میں ماحول کی اہمیت مسلم ہے۔ چنانچہ غلام قومیں بچوں کو غلامی کی تعلیم دیتی ہیں۔

۲۲۳۔ زین العابدین۔ جھوٹ اور جھوٹے (سائیکولوجی ۵۰ مارچ ۹-۱۰) جھوٹ بولنا ایک نفسیاتی مرض ہے۔ اور اس کے مریض جھوٹ اس لیے بولتے ہیں کہ اس سے ان کو ایک قسم کی تشفی ملتی ہے۔ یا دروغ گوئی کی خواہش پوری ہوتی ہے۔ جھوٹ اور اس کے بولنے والوں کی کئی قسمیں ہیں۔

۲۲۴۔ اختر علاؤ الدین۔ بچے اور ان کے خواب (نئی زندگی ۵۰ فروری ۵۶-۵۹) خواب بچے کے مزاج، ذہنی لگاؤ، فطری پسند یا ناپسند، شعوری واقعات اور مشاہدات وغیرہ سبھی کا ایک حسین مگر عجیب و غریب مجموعہ ہوتے ہیں ان کے ملاپ یا برسرِ پیکار ہونے سے دوسرے موروثی وجبلی عناصر سے مل کر بچہ کی شخصیت بنتی یا بگڑتی ہے۔ بچے کی بھلائی کے لیے ضروری ہے کہ اس کے خوابوں کی طرف دھیان دیا جائے خصوصاً اس وقت جب کہ عمر کے لحاظ سے بچہ کا رد عمل غیر طبعی ہو۔ اس طرح اس کی نفسی پریشانی جذباتی تشنگی اور ذہنی کرب کے پہچاننے میں مدد ملتی ہے۔

۲۲۵۔ سلامت اللہ۔ تحلیل نفسی کے پیچ و خم (شاہراہ ۵۰ دہلی

۶۹ - ۸۴) سامراجی طاقتیں انسان کو جنگ کی بھٹی میں
جھونکنے کے لیے جو تدبیریں عمل میں لا رہی ہیں ان میں سے
ایک تدبیر تحلیل نفسی ہے جو جنگ کیلئے وجہ جواز تلاش کرتی
ہے اور کھلے بندوں سامراجی قوتوں کا ساتھ دے رہی
ہے۔ فرائیڈ اور دوسرے تحلیل نفسی کے ماہروں کے خیالات
دیو مالائی توہم پرستی پر مبنی ہیں۔ اس وقت تحلیل نفسی کی جو
نظری اور عملی شکل ہے اس پر سائنس کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔
نفسیات خرد کے شعور کے دلدل میں پھنس کر اس کے ذہنی
امراض کے اسباب کا پتہ لگانے کی ناکام کوشش کرتی ہے
حالانکہ ان امراض کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے سماج کی
ساخت اور تنظیم کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

۲۲۶۔ خواجہ جمیل احمد۔ فرائیڈ، روحانیت اور اشتراکیت (نگار
۵۰ مارچ ۴۳ - ۴۷) فرائیڈ کو یقین ہے کہ مابعد الطبیعاتی
مسائل، جو روحانی کہلانے کے مستحق ہیں مستقبل میں عقلی دلائل سے
حل کیے جا سکیں گے۔ وہ اشتراکیت کا اس لیے مخالف ہے کہ
اشتراکیت تعصب اور تنگ نظری سکھاتی ہے۔

۲۲۷۔ گلچین، حکیم کرنالی۔ انسان کے نفسیاتی رجحانات (عالمگیر ۵۰ مارچ
۴۲ - ۴۳) انسان کے تعمیری اور اخلاقی رجحانات کا ذکر کیا گیا
ہے اور ان رجحانات کے استحکام، تخلیق اور تربیت پر روشنی
ڈالی گئی ہے۔

۲۲۸۔ ہاشمی۔ ایس۔ اے۔ آر۔ قوت مقابلہ کی اہمیت (سائیکولوجی
۵۰ فروری ۵۹ - ۶۰) مقابلہ کے جذبہ کے بغیر ہم اس دنیا
میں کوئی قابل فخر کارنامہ انجام نہیں دے سکتے۔ مقابلہ
کرنے کا جذبہ کامیابی کے لیے شرط اولین ہے۔ اگر مفید
معاشرت اصولوں پر اس اصلی جذبہ سے صحیح طور پر کام لیا
جائے تو ایک متوسط درجہ کے شخص کی زندگی ایک درخشاں
و تاباں کامیابی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

حربیات

۲۲۹۔ صباح الدین عبد الرحمٰن۔ ہندستان کے سلاطین حکمراں
کے زمانہ میں فنون جنگ (معارف ۵۰ مارچ ۱۶۵ - ۱۷۹)
(۱) میدان جنگ میں صف بندی جن مختلف دوروں سے
گذری اس کا تذکرہ اور ان تمام اصطلاحات کی تشریح جو
فن صف بندی میں مختلف دوروں میں استعمال کیے گئے
ان اصطلاحات میں ظاہر ہے کہ عربی الفاظ کے ساتھ بہت
سے ترکی الفاظ بھی مستعمل ہوئے ہیں۔

۲۳۰۔ ندوی ـــ ابو ظفر سید، ہندستان میں توپ کی تاریخ
(معارف ۴۹ دسمبر ۴۰۵ - ۴۲۹) ضیاء برنی محاصرۂ
رنتھبور ۶۹۵ ہجری کے موقعہ پر پاشیب اور گرگج اور
اور سنگ مغربی کا ذکر کرتا ہے۔ سنگ مغربی دراصل توپ
ہے جو چھٹی ہجری میں ایجاد ہو چکی تھی اور ساتویں صدی کے
آخر میں اور آٹھویں صدی کی ابتدا میں اسپین، افریقہ، مصر
اور عرب میں رائج تھی۔ اس کے بعد مضمون میں ذیل کے
عنوانات پائے جاتے ہیں۔ دکن میں بندوق۔ بیجانگر اور
سلاطین بہمنی کے توپ خانے۔ توپوں کا قلعہ کشمیر، گجرات
اور مالوہ میں توپیں۔ محمود شاہی اور بہادر شاہی توپیں۔

۲۳۱۔ ندوی۔ ابو ظفر سید۔ ہندستان میں توپ کی تاریخ (معارف
۵۰ جنوری ۵ - ۲۳) (۲) مضمون کا زیادہ حصہ دکن کے
توپخانے سے تعلق رکھتا ہے مثلاً نظام شاہی توپیں، بہمنی
توپیں، وغیرہ۔ نیز مختلف قسم کی توپوں کا بہ تفصیل بیان
مثلاً ہفت گزی، چار گزی، برجی توپ، رہس کش، گاؤ کش
مردم کش وغیرہ۔

۲۳۲۔ ندوی۔ ابو ظفر سید۔ ہندستان میں توپ کی تاریخ (معارف
۵۰ فروری ۱۰۹ - ۱۲۴) (۳) عہد جہانگیری اور عہد عالمگیری
کے توپ خانے کی تفصیل اور بعض توپوں کے نام، ان کی
پیمائش، ان کے کتبات، ان کے گولہ کا وزن وغیرہ دلچسپ
تفصیلات۔ علاوہ ازیں اس کے اس حصہ میں سکھوں کے توپخانہ
کا بالتفصیل بیان کیا ہے۔

تبصرہ

۲۳۳۔ اثر، جعفر علی خاں۔ انیس کی مرثیہ نگاری (نگار ۵۰ مارچ
۳ - ۴۳) (۱) جناب محمد حسن صاحب فاروقی نے

"مرثیہ نگاری اور انیس" کے عنوان سے کئی مضامین نگار میں شائع کئے۔ فرصاحب نے ان مضامین پر تنقید شروع کی ہے۔ مرثیہ خارجی شاعری سے تعلق رکھتا ہے یا داخلی؟ مرثیہ کی اپیل محدود ہے یا وسیع اور انیس فلسفی شاعر ہے یا نہیں۔ اس قسم کے مباحث پر گفتگو کی ہے۔

۲۳۴۔ اداریہ۔ روشنی، (نئی زندگی۔ ۵۰ جنوری ۴۹ء) تیغ الہ آبادی کے مجموعۂ کلام پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ تیغ اردو کے جدید تر شعرا میں ہیں۔ اس وقت بھی تیغ کی جگہ منفرد ہے۔ اور انھوں نے ترقی پسند مقاصد کی صحیح نمائندگی کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا رنگ سخن کسی ہم عصر شاعر سے مستعار نہیں لیا۔

۲۳۵۔ تشنہ، بریلوی۔ تلاطم (کاررواں ۶ نمبر ۴۸ ۲ - ۷ - ۲) مخمور جالندھری کے مجموعۂ کلام تلاطم پر تبصرہ۔ شاعر کا خیال ہے کہ سوسائٹی میں جتنی خرابیاں ہیں ان میں سے زیادہ تر اس وجہ سے ہیں کہ ہم لوگ جنسیات سے ناواقف ہیں۔ تلاطم کی بیشتر نظمیں اسی موضوع پر ہیں۔ ان میں سب سے اچھے بھی چہرے ہیں۔

۲۳۶۔ ڈار۔ محمد ابراہیم۔ حیات شبلی پر ایک نظر (نوائے ادب ۵۰ جنوری ۲۲-۷۵) حیات شبلی میں جو خوبیاں ہیں اور جو کوتاہیاں واقع ہوئی ہیں ان پر بحث کی ہے۔ مصنف نے شبلی کی خوبیوں کو اجاگر کرنے کے لیے نہ صرف صاحب تذکرہ کی طرف وہ روایات منسوب کی ہیں جن کا سہرا دوسروں کے سر ہے۔

۲۳۷۔ صباح الدین، تاریخ ہندی قرون وسطیٰ جلد دوم (معارف ۵۰ فروری ۲۴۹-۲۵۵) پنڈت بشیشر الدین صاحب تاری کی کتاب ہندوستان کے مسلمان سلاطین کی تاریخ ہے جو ۱۱۹۲ء سے ۱۳۲۰ء تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں علاوہ اور چیزوں کے پروفیسر حبیب کا ایک فاضلانہ لیکن متعصبانہ مقدمہ ہے۔ تبصرہ زیادہ تر اسی مقدمہ سے بحث کرتا ہے۔ اصل کتاب پر بھی ایک نہایت طائرانہ نگاہ ڈالی ہے۔

۲۳۸۔ مدن گوپال۔ سنسکرت زبان (نیا ہند ۵۰ مارچ ۲۶۲-۲۶۶) مضمون نگار نے گزشتہ سال ایک مضمون نئے ہند میں سنسکرت زبان پر لکھا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ بدھ دھرم کے پرچار کو روکنے اور براہمن راج قائم کرنے کے لیے براہمنوں نے سنسکرت گڑھی تھی۔ اس پر ایڈیٹر نے چند اعتراضات کئے۔ مضمون ہذا میں ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

۲۳۹۔ ندوی۔ معین الدین احمد۔ جہان نو (معارف ۵۰ مارچ ۲۲۵-۲۳۷) جہان نو مصنفہ ڈاکٹر غلام جیلانی پر تنقید و تبصرہ۔ یہ کتاب اپنے خیالات کے اعتبار سے مشرقی کے تذکرہ کا چھوٹا ایڈیشن ہے۔ مصنف نے قرآن مجید کی آیتوں کی تاویلات میں اپنے تخیل سے کام لیا ہے گو ان کی نیت نیک ہے لیکن طریقہ نہایت خطرناک۔

۲۴۰۔ نقوی۔ صفیہ مسز۔ تنقید (عصمت۔ ۵۰ فروری ۶۹-۷۱) فن تنقید کو جنم دینے اور پروان چڑھانے کا سہرا عورت کے سر ہے۔ تنقید اور اصلاح ہی تو عورت کا مقصد حیات ہے۔ عورت کو چاہیئے کہ ادب کی تنقید میں مردوں کی رہنمائی کا انتظار نہ کرے اور ادبی تنقید کے بار گراں کو تنہا اپنے کاندھوں پر اٹھالے۔

۲۴۱۔ احمد عباس۔ خواجہ۔ بیکراں (شاہراہ ۵۰ دسمبر ۶) ۲۹۲-۲۹۵) جگن ناتھ آزاد کے مجموعہ کلام پر تبصرہ بقول مضمون نگار جو لوگ کہتے ہیں اردو زبان مرچکی ہے اور غزل کا میدان پامال اور فرسودہ ہو چکا ہے انھیں آزادی کی نئی نظمیں اور غزلیں پڑھنی چاہیئے۔ وہ اپنے اشعار میں گھٹیا پروپیگنڈائی نعرے نہیں بلند کرتا، اس کے رومانی اشعار میں فراریت نہیں وہ کسی سیاسی ضرورت سے شعر کا گلا نہیں گھونٹتا اس کے کلام میں معنی اور حسن بیان انقلابی جوش اور شاعرانہ اشاریت فن اور مقصد کا لطیف امتزاج ہے۔

۲۴۲۔ ہنسراج۔ رہبر، پاکستان کے لوک ناچ (شاہراہ ۵۰ دسمبر ۶) ۲۹۷-۲۹۸) عبدالسلام خورشید

نے پاکستان کے لوک ناچ کے نام سے ایک مختصری کتاب مرتب کی ہے پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستان اور بنگال کے لوک ناچوں سے پڑھے لکھے لوگوں کو متعارف کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ ایک اچھی اور مفید کوشش ہے۔ عبدالسلام چونکہ پنجابی ہیں اس لیے انھوں نے پنجابی لوک ناچوں کی وضاحت تو خوب کی ہے لیکن بنگال سرحد اور بلوچستان کے لوک ناچوں کا ذکر سرسری طور پر کیا ہے۔ لیکن انھوں نے اس طرف توجہ دلائی ہے۔

۲۴۳۔ فکر تونسوی۔ جب بندھن ٹوٹے (شاہراہ، ۵ (نمبر ۶) ۲۹۶) اس کتاب کے مصنف تاجور سامری ہیں۔ یہ کتاب تقسیم ہندوستان بعد لٹّ آبادی کے ٹریجک دور کا ایک یادگار رپورتاژ ہے۔ نظریاتی اعتبار سے، گرچہ اس میں واضح طبقاتی نزاع نہیں دکھائی دیتی لیکن اس میں سامراجی سیاست گری اور قومی بورژوا طبقہ کی غدارانہ سمجھوتے بازی کے خلاف شدید نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ رپورتاژ اس خونیں دور کی تیزی اور وسعت سے نت نئے پنپتے ہوئے واقعات کی ایک تاریخی دستاویز ہے۔

۲۴۴۔ احتشام حسین۔ سید، رومان سے انقلاب تک (شاہراہ ۵ (نمبر ۶) ۲۸-۳۸) علی سردار جعفری کی شاعری اور ان کے تازہ ترین مجموعۂ کلام "خون کی لکیر" پر تبصرہ۔ بقول مقالہ نگار "ان کا شعور رومان سے انقلاب تک کی منزل طے کرنے میں کسی وقت بھی روح عصر سے الگ نہیں ہوا، اور بے مقصد رومان پرستی کا شکار نہیں ہوا۔ اس کی انفرادیت اجتماعیت میں گم ہو کر بھی زندہ رہتی ہے" مقالہ نگار جعفری کے اس خیال سے متفق نہیں کہ ادیب کے ہاتھ سے قلم چھین کر بندوق دے دی جائے۔

کتابیات

۲۴۵۔ یعقوب امیدی، غیر، اشارات (عالمگیر ۵ مارچ ۴۳-۴۴) (۱) مضمون ہذا کو غالب کی کتابیات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے مضمون سے یہ معلوم ہوگا کہ غالب پر اس وقت تک کہاں کہاں کتنا کام ہو چکا ہے۔ اور وہ کون کون سے ذرائع ہیں جن سے ابھی تک فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ اس فہرست میں ۱۹ مطبوعات کا ذکر ہے۔

۲۴۶۔ حریری۔ عبدالمجید۔ موسیٰ جاراللہ کی بعض تصانیف (معارف ۵ مارچ ۲۲۳-۲۲۴) مشہور روسی عالم موسیٰ جاراللہ کی جملہ تالیفات کی تعداد سو سے زائد ہے۔ ان میں سے پندرہ بیس مضمون نگار کے پاس موجود ہیں۔ شیخ مرحوم کی دو کتابیں خاص جاذب توجہ ہیں (۱) تاریخ مصاحف الامصار (۲) قانون المدنی للاسلام۔ ان دونوں کتاب کا تعارف اس مضمون میں کرایا گیا ہے۔

متفرقات

۲۴۷۔ اصغر بٹ، جنس اور محبت (نفسیات لاہور ۵ جنوری ۳۳-۳۷) زندگی کے دوام کے لیے جنس ضروری ہے اور ذہنی کی تکمیل کے لیے محبت کا جذبہ۔ چنانچہ عمر کے خاص حصوں میں عورتوں اور مردوں کا اس بندھن میں بندھ جانا فطرت کے مقاصد کے عین مطابق ہے۔ لیکن چونکہ عورت اور مرد اس نظام میں اپنے فرائض کے لحاظ سے مختلف اہمیت رکھتے ہیں اس لیے محبت میں ان کا غیر متوازن رویہ مطالعہ کے قابل ہے۔

۲۴۸۔ عبدالحفیظ خاں، ریڈار (اوق، ۵ جنوری ۵۹-۶۰) ریڈار برقیات کا جدید ترین اور حیرت انگیز ایجاد ہے۔ یہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے بھی ایک قدم آگے ہے۔ یہ نشرگاہ بھی خود ہے اور عکس گاہ بھی۔ اس کا تعلق ایٹم اور برقی پاروں یا الیکٹرون سے ہوتا ہے۔ ریڈار پانچ علاقتی حروف تہجی سے مرکب ہے۔ ریڈیو سے RA، ڈی ٹیکشن (سراغرسانی) سے D، اینڈ (اور) سے A اور رینجنگ (سمت اور فاصلہ) سے دوسرا R لیا گیا ہے۔ اس کی دریافت دوران جنگ میں ہوئی۔ اور اس وقت اس نے موت برسانے اور محفوظ رکھنے کو بچانے میں بھی کام لیا۔ تو میں زندگی میں یہ سائنس کا صحیح مقام ہتا نہیں۔ جنگ میں ہتھیار اور امن میں بہترین دوست ہے۔ چمگادڑ کو قدرتی ریڈار کہتے ہیں۔

۲۳۳۲۵

۲۴۹- بدایونی نفیس فاطمہ، بچے کا پہلا سال (عصمت ۵۰ جنوری ۱۴۳-۱۴۴) بچہ کا پہلا سال اس کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس سال میں اگر اس کی صحت اور کیرکٹر سے تغافل برتا گیا تو ساری عمر اس بچہ کو والدین کی ان کوتاہیوں کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے مضمون میں ان دونوں چیزوں پر قدرے مفصل گفتگو کی ہے۔

۲۵۰- بنی فاطمہ- بکری کا دودھ (عصمت ۵۰ جنوری ۱۹-۲۱) دودھ اسی وقت مفید ہے جب وہ خالص ہو لیکن خالص دودھ کا حصول ناممکن ہے۔ اس لیے بکری کو پالنا چاہیئے اور اس کے دودھ کو استعمال کرنا چاہیئے مضمون میں دودھ کے فوائد سے بحث کی ہے اور گائے اور بکری کے دودھ کا موازنہ۔

۲۵۱- بیتاب بریلوی، بعض مغربی محققین ہندیات کے کارنامے (آج کل ۵۰ مارچ ۳۸-۴۱) میکسمولر وغیرہ بعض مغربی محققین ہندیات کا ذکر۔ مضمون نگار کے خیال میں انگریزی محققین ہندیات نے صرف سامراجی نقطۂ نگاہ سے ہندیات پر قلم اٹھایا ہے۔ اور جن سنسکرت کتابوں کا ترجمہ کیا ہے ان سے ان کی مراد صرف ہندو دھرم کی تنقیص ہے۔

۲۵۲- حامدہ سلطان- تبت (معاشیات ۵۰ مارچ ۵۲-۶۰) ملک تبت کے عمومی جغرافیائی حالات، وہاں کے لوگوں کی اقتصادی اور اجتماعی حالت کا مختصر بیان وہاں اشتراکیت کا بڑھتا زور اور انگلو امریکن مفاد وغیرہ موضوعات پر بحث۔

۲۵۳- مدنی- مریم پھولوں کے خواص (عصمت ۵۰ جنوری ۳۸-۳۹) گلاب، موگرا، جوہی، نرگس، گل عباس وغیرہ پھولوں کے خواص اور طبی فوائد کا مختصر تذکرہ۔

۲۵۴- ہاشمی سنبل- عجائبات عالم (عالمگیر ۵۰ مارچ ۵۷-۵۸) دنیا کے عظیم ترین ہاتھی، تیرنے والی بلیوں دنیا کے تیز ترین جانور، اور رسموسا اور ریوستینوں کے فارم کا ذکر۔

وفیات

۲۵۵- اداریہ- بزم ادب (ادبی دنیا ۵۰ مارچ ۵) عبدالقادر چل بسے لیکن ان کی تحریک ہمیشہ زندہ رہے گی اور آج ہماری قومی تعمیر کی اساس قرار دی جاچکی ہے۔

۲۵۶- اداریہ- شیخ عبدالقادر مرحوم (ادب لطیف ۵۰ مارچ ۲) مرحوم حقیقتاً اردو کے بہت بڑے محسن تھے اور ان کے انتقال سے ہمارے ادب کو بہت نقصان ہوا ہے۔

۲۵۷- اداریہ- آہ ناموس شریعت وناموس علم (برہان ۵۰ جنوری ۲-۸) شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی وفات حسرت آیات پر مدیر برہان کے پر درد تاثرات- اور ان کے دینی اور علمی کمالات کا مختصر تذکرہ۔

۲۵۸- بنوری- محمد یوسف- مولانا شبیر احمد عثمانی کی یاد میں (برہان ۵۰ جنوری ۶۲-۶۴) شیخ الاسلام مولانا عثمانی صاحب کی وفات پر بنوری صاحب کا تقریباً ۸۴ ابیات کا عربی مرثیہ۔

۲۵۹- معصومی، ابومحفوظ الکریم- رثاء حضرت الاستاد مولانا شبیر احمد العثمانی (برہان ۵۰ فروری ۱۲۲-۱۲۷) شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی وفات پر معصومی صاحب کا لکھا ہوا ۳۲ شعروں کا عربی مرثیہ۔

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی ایم اے پی ایچ ڈی نے وکٹوریس نور منزل محمد علی روڈ بمبئی ۳ سے
چھپوا کر دفتر "نوائے ادب" انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی ۸
سے شائع کیا